أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

مشتہر شد کہ دریں زمان برکت اقتران بین ہندوستان رسالۂ اعتقادیہ موسوم بہ

الصراط المستقیم

معروف بہ

(بفرمائش) **کتاب الاعتقاد** (احباب کرام)

محض طلب المرضات اللہ

مولفہ الفاضل الجلیل و العالم النبیل زبدۃ المحققین عمدۃ المدققین

مولانا مولوی سید آقا محمد علی صاحب قبلہ التخلص مداح

در مطبع فدای دکن واقع چھتہ بازار

حیدرآباد دکن از حلیۂ طبع مزین گشت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ابتدع المخلوقات بغایۃ حکمتہ واخترع الممکنات لنہایۃ قدرتہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ وخیر خلقہ محمد خاتم النبیین سید المرسلین والہ الطیبین الطاہرین سیما ابن عمہ السید الرضی الامام الوصی علی الذی قال فی حقہ خاتم النبیین والمرسلین یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی ۔ اما بعد اضعف العباد آقا محمد علی جعفری المتخلص بہ امین صاحب الاسرار السبحانیہ وفایض الانوار الرحمانیہ مولوی سید آقا معصوم مرحوم استاد نواب مختار الملک وعماد السلطنۃ ومنیر الملک طاب ثراہم وجعل الجنۃ مثواہم ۔ برادران ایمانی واخلائے روحانی کی خدمت مین ملتمس ہے کہ اکثر احباب صادق الاخلاص نے حقیر سے استدعا کی اس زمانہ مین دریائے دہریت محیط عالم ہو کر ایسا مواج ہے ۔ کہ سر بفلک کشیدہ موجین اعتقاد کی بڑی بڑی بنیادون کو منہدم کر رہی ہین ۔ اور عالیشان عمارتین عقاید اسلام کی بایہ استحکام سے مثل حباب وتار عنکبوت توٹ توٹ کر سیلاب دہریت سی ضایع وبرباد ہو رہی ہین ۔

لہذا ایک مختصر رسالہ عقاید مین بزبان اردو عام فہم اگر لکھا جائے تو بفضل خلاق بر وبحر گرتی ہوئی ۔ عمارتین اعتقاد کی بچ جاوین اور ہر شخص اپنی زبان بر صدق دل وخلوص کلمہ

سے کلمہ توحید جناب اقدس الہی جاری کرکے نعت جناب رسالت پناہی مین یہ شعر پڑھتا ہے۔

شعر

چہ غم دیوار امت راکہ دارد چو تو پشتی بان ۔ چہ باک از موج بحر آنراکہ باشد نوح کشتی بان

حسب خواہش احباب بنظر رفاہ عام و فائدہ انام خصوص اپنے فرزند مسمی آقا محمد محسن طال عمرہ و
زاد علمہ کیلئے کتب معتبرہ احادیث مثل شرح باب حادی عشر و حدیقۃ الشیعہ و حدیقہ سلطانیہ و
شرح اصول کافی و جلد سابع و تاسع بحار الانوار وغیرہ سے احادیث اخذ کرکے بحوالہ مطبع و
صفحہ و سطر ۔ ماہ رجب ۱۳۳۲ھ علی صادعہا الاف التحیۃ والثناء مین رسالہ ہذا تالیف کیا اور ایک
مقدمہ اور پانچ باب اور ایک خاتمہ پر مرتب کرکے نام اس مختصر مفید کا لکتاب الاعتقاد رکھا ۔

وما توفیقی الا باللہ الکریم وھو لمن عصاہ غفور رحیم ۔

(مقدمہ معرفت الہ مین)

مخفی نرہے کہ معرفت الہ اول معرفت دینیہ یقینیہ سے ہے جیسا کہ جناب امیر المومنین علیہ افضل الصلوۃ
المصلین فرماتے ہین ۔ اول الدین معرفتہ ۔ پہچاننا خداوند عالم کا ہر بالغ و عاقل پر
واجب ہے مراد پہچاننے سے اُسکی کنہ ذات دریافت کرنا نہین کہ اوس مین عقل عاجز و قاصر
ہے ۔ لیکن صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کا پہچاننا تحقیقاً لازم ہے نہ تقلیداً اس لیئے کہ اصول دین
مین تقلید یعنے غیر کے قول کو بغیر دلیل کے قبول کرنا درست نہین ۔
معرفت اللہ جل ذکرہ کی موقوف ہے اوس کے عجائب صنع و غرائب آثار مین تفکر اور نظر کرنے
پر اور تفکر موقوف ہے صحت پر صحت پھیرنا قلب کا ہے کافہ خلق سے یعنے قطع توجہ کرنا
ہے غیر خدا سے ۔ پس معرفت جناب اقدس الہی اعتقاد رکھنا ہے وجود صانع کا کہ وہ
مخلوق نہین ہے وگرنہ وہ محتاج دوسرے صانع کا ہوگا ۔ اور اعتقاد اس بات کا کہ صفات
ذاتیہ اوسکی عین ذات ہے تعدد و مغایرت درمیان اوسکی ذات اور اون صفات کے
بوجھی من الوجوہ نہین ہے وگرنہ تعدد قدما لازم آئیگا ۔ اور نیز ہر مکلف پر واجب

ہے کہ پہچاننے حق تعالیٰ کو کہ موجود ہے اس واسطے کہ ایجاد عالم فرمایا اگر معدوم ہوتا تو
اپنے غیر کے ایجاد پر قادر نہوتا اور یہہ بھی یقین کرنا چاہیئے کہ حق تعالےٰ باقی ہے دائما
لعلت استمل د - اس مین شک نہین کہ اثر خود بخود حادث نہین ہوتا بلکہ وہ محتاج موثر کا ہے
کہ اوسکو احداث کرے پس اثر لامحالہ دلالت کرتا ہے موثر پر اور وہ حق تعالےٰ ہے ؂
جسوقت کہ عاقل عجائب مصنوعات و غرائب مخلوقات ارض و سما مین تفکر کرے تو صاف
ظاہر ہوجاتا ہے کہ انکا پیدا کرنیوالا دانا و توانا ہے اور بدون مدبر حکیم اور صانع علیم کے ان
مصنوعات کا خود بخود ہونا خلاف عقل ہے ؂ احتجاج طبرسی مین منقول ہے کہ ابو
شاکر دیصانی قبل اسلام لانے کے خدمت مین مبین الحقائق حضرت امام جعفر صادق
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ ارشاد ہو کہ میرا معبود کون ہے حضرت
نے فرمایا بیٹھ جا کہ ناگہان ایک طفل صغیر تخم مرغ ہاتھ مین لئے کھیلتا ہوا آیا حضرت نے اوس
تخم مرغ کو لیکر دیصانی سے فرمایا کہ یہ بیضہ مثل ایک قلعہ محکم کے ہے کہ ہر طرف سے بند ہے
اور اوس کے اندر کا حال نظر نہین آتا اس پر ایک پوست سخت لپٹا ہے اور پر اس کے
نیچے اور ایک پوست باریک ہے اور اس کے نیچے ایک طلائی روان ہے زردی بیضہ کی
اور ایک نقرہ گداختہ یعنے سفیدی اوسکی بس خلاق عالم نے محض اپنی قدرت کاملہ سے
زردی اور سفیدی کو جدا جدا قرار دی ہے کہ باوجود رطوبت اور روانی کے ایک دوسرے
مین نہین ملتے ہین اور کوئی بیضہ کے اندر سے اوسکا بنانیوالا باہر نہین آیا یا کوئی باہر سے
اوس کا بگاڑنے والا اندر نہین گیا ہے اوسکا خالق کمال عاقل اور دانا ہے کہ بجز اوس کے
کوئی نہین جانتا کہ بیضہ کے اندر بچہ نر پیدا ہوگا یا مادہ اور جسوقت کہ جس پرندہ کا بچہ پیدا ہوتا
ہے اور پوست تخم کو شگافتہ کرکے باہر آتا ہے خصوص بچہ طاوس کہ کیا کیا رنگ برنگ
کا ہو جاتا ہے آیا تو ان صنعتون کے لئے کسی صانع کو گمان کرتا ہے دیصانی دیر سے
تفکر مین سر جھکائے ہوئے تھا - امام علیہ السلام کے کلام معجز نظام سے اوس کے

دل کو نور ایمان سے روشن و منور کر دیا پس اوس نے کلمۂ شہادتین پڑھا اور فوراً مسلمان ہوگیا حاصل یہ کہ اگر انسان آثار و مصنوعات اور عجائب و غرائب مخلوقات کو ذرا اپنی نظر توجہ سے دیکھے تو بغیر اس کے رہ نہین سکتا کہ اپنے لئے موثر کامل اور صانع مدبر کو قرار دے اور یہ بدیہی بے عقلی کی بات ہے کہ اپنے وجود کا تو انسان اقرار کرے اور اپنے خالق و صانع کا منکر ہو۔ جو شخص کہ واجب الوجود کی نفی کرے اوسے لازم ہے کہ پہلے اپنی ذات کی نفی کرے۔ تدبروا ولا تغفلوا۔

(فصل صفات ثبوتیہ مین)

یعنے جو صفات خداوند عالم کی ذات مقدس کو ثابت ہین بنظر اختصار اون کا بیان کیا جاتا ہے جاننا چاہئے کہ صفات ثبوتیہ آٹھ ہین۔ ۱۔ قدیم یعنے خداوند عالم بذات خود قدیم ہے اگر ذات حق تعالےٰ قدیم نہوگی تو البتہ وجود اوسکا مستفاد ہوگا۔ اوس کے غیر سے اس صورت مین وہ محتاج ہوگا۔ اپنے غیر کا اور احتیاج صفت خاص حادث کی ہے اور خداوند عالم حادث نہین۔ جاننا چاہئے کہ قدم و ازل و دوام و ابد و اولیت بلا اول و آخریت بلا آخر ایک جنس ہے ان الفاظ کی معانی مین کسیطرح کی مغائرت نہین ہے اسیطرح حال تمام صفات کمالیہ ذاتیہ خداوند عالم کا ہے مانند علم و قدرت و سمع و بصر وغیرہ کے پس علم عین قدرت ہے سمع عین بصر اور بصر عین سمع ہے ۲۔ قادر یعنے جناب باری تعالےٰ قادر و مختار ہے اگر قادر نہوتا تو البتہ عاجز ہوتا عطا کرنے سے ہر شئے کہ جو لازم قابلیت اوسکے ہوئے اور عاجز و محتاج ہے طرف قادر کے اور ہر محتاج حادث ہے پس حق تعالےٰ نظر برین معاذ اللہ حادث ہوگا۔ تعالی اللہ عن ذلک۔ ۳۔ عالم یعنے جناب باریتعالیٰ عالم ہے جمیع اشیا جزو کل کا خواہ وہ اشیا موجود ہون یا معدوم مگر جو معدوم کہ لیست بشئی ہے ذات اوس کا علم خداوند عالم کو نہین ہے چنانچہ خداوند عالم قرآن مجید مین ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر شئے کا علم خداوند عالم کو

ہے اور جو لیست لشئی ہے اوسکا علم نہین ہے مسئلہ علم باریتعالے کے ساتھہ اشیار کے
ادق مسائل علم کلام و محل مزال الاقدام ہے چنانچہ اس مقام مین محققین و مدققین
نے لکھدیا ہے کہ **هذا المقام من مزال الاقدام** ۔ حکمائے فلاسفہ واشراقین
ومشائین مثل افلاطون و معلم اول ارسطاطالیس و معلم ثانی ابونصر فارابی و بہمن یار وغیرہ
کے اقوال مختلفہ کثیرہ ہین نیز ہمارے علمار شیخ محمد ابن شیخ صالح بحرانی منازل الانسان مین
اور صدر الدین شیرازی اسفار مین اور محقق طوسی علیہ الرحمۃ نے بھی اس مسئلہ مین بہت سے
اقوال مین بخوف اطالت و ملالت غیر مناسب جانکر یہان لکھنا ترک کر دیا گیا اسی قدر
لکھنا کافی ہے کہ حق تعالے ہمیشہ سے عالم بر اشیا رہے اور یہ علم اوس کا فعلی ہے
نہ ذاتی ۔ سک حیّ یعنے خداوندعالم زندہ ہے اس لئے کہ حیات مخلوقات مین پیدا
فرمایا جو کہ پیدا کرنے زندون کو محال ہے عند العقل کہ وہ حیّ نہو جب ثابت ہوا کہ وہ قدیم
ہے پس حیات بھی اوسکی قدیم ہے یعنے ہمیشہ سے وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا ۔
سک مدرک یعنے خداوندعالم سمیع و بصیر ہے معنی مدرک کا یہ ہے کہ جو چیزین ہم
بواسطہ الات جسمانیہ پہچانتے ہین جناب باریتعالی ان چیزون کو بدون آلات حواس کے
پہچانتا ہے اوسکو آلات حواس کی حاجت نہین ہے اس لئے کہ اوس نے اپنی قدرت
کاملہ سے آلات حواس کو پیدا فرمایا ہے ۔ سک مرید یعنے حق تعالی صاحب ارادہ ہے
اور ارادہ صفت افعال سے ہے اگر صفات ذات سے ہوگا تو عین ذات ہوگا جب ایسا ہوگا
تو نفی اوسکی بعینہ نفی ذات ہوگی ۔ اور حق تعالے اس صفت کی نفی اپنی ذات اقدس سے
قرآن مجید مین فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔ **وَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ
اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ** یعنے وہ لوگ ہین کہ ارادہ نہین کرتا ہے حق تعالے کہ طاہر کرے
دلون کو اون کے پس اگر ارادہ عین ذات ہوتا تو نفی ارادہ سے نفی ذات لازم آتی
پس ثابت ہوا کہ ارادہ صفات افعال سے ہے سک متکلم یعنے خداوندعالم خالق اور

سو حد کلام ہے اور اس صفت سے حق تعالے نے اپنا وصف فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوا
کَلَّمَ اللّٰہُ مُوسیٰ تَکْلِیْمًا یعنے کلام کیا اللہ نے موسیٰ سے حق کلام کرنیکا باتفاق اہل
لغت معنی کلام حروف و اصوات مسموعہ مرکبہ ہے پس اسناد کلام کی طرف خداوند عالم کے
بواسطہ فعل ہے نہ مِنْ حَیْثُ الذَّات پس ایجاد کرتا ہے حق تعالے کلام کو جسمین
چاہتا ہے حیوان و نبات و جمادی سے اور وہ حادث ہے اس لئے کہ مرکب و موءلف
ہے اور ہر مرکب حادث ہے پس کلام حادث ہے۔ بحث صادق یعنے خداوند عالم
صادق ہے اور کلام اوس کا سچا ہے اس لئے کہ کذب قبیح ہے اور قبیح
اوس پر روا نہین۔

فصل صفات سلبیہ مین

اس مین عمدہ تعدد کی نفی ہے اور وہ اصل توحید ہے۔ اس کا بیان باب توحید مین آئیگا
انشاءاللہ تعالے۔ واجب ہے سیر مکلف پر اعتقاد رکھے کہ حق تعالے اپنا کوئی مثل
اور مانند نہین رکہتا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ یعنے نہین ہے مثل اوس کے
کوئی شئے پس خلاق عالم نہ جسم ہے نہ عرض نہ جوہر نہ مرکب اور نہ کسی مکان مین نہ کسی
حیز مین ہے۔ نہ کسی جہت مین اس لئے کہ یہ تمام صفات مخلوق کے ہین اور متصف کرنا
خالق کو صفات مخلوق سے صحیح نہین اور حق تعالے کا کوئی مثل و شبیہ نہین ہے اس لیے کہ وجود
مشابہ کا ضرورۃً ذاتیات مین شریک ہوتا ہے۔ اور یہ مستلزم نقص ہے کمال ذات مین اس
واسطے ہمثیل و نظیر ہونا اکمل ہے۔ پس وجود نظیر نقص ہوگا۔ اور جس پر نقص جائز ہوا وہین
زیادتی جائز ہے۔ اور جسپر نقصان و زیادتی جایز ہوگی پس وہ متغیر ہے اور جو متغیر ہے وہ
حادث اور خداوند عالم حادث نہین۔ اور حق تعالے جسم نہین ہے اس سبب سے کہ جسم
محتاج ہے ترکیب کا ساتھ اپنے اجزا کے اور محتاج حادث ہے پس خداوند عالم جسم
نہین ہے۔ اور حق تعالے جوہر نہین ہے اس واسطے کہ جوہر خواہ جوہر فرد ہو یا مرکب

مذہب اون لوگون کے کہ اوس کے وجود کا اثبات کرتے ہین اور جوہر فرد وہ جوہر ہے
کہ قبول قسمت نہین کرتا ہے اصلاً طول وعرض وعمق مین یا آنکہ وہ خط ہو اور خط وہ ہے
کہ قبول قسمت کرتا ہے طول مین فقط یا وہ سطح ہو اور سطح وہ ہے کہ قبول قسمت کرتا ہی
طول وعرض مین یا وہ جوہر جسم ہوگا اور جسم وہ ہے کہ قبول کرتا ہے قسمت کو ابعاد
ثلاثہ یعنے طول وعرض وعمق مین یہ مجموعۂ اقسام اربعہ محتاج ہوتا ہے طرف مکان کے اور ہر ایک
کو ان سے حرکت لازم وقت انتقال اپنے محل سے ساتھہ سکون کے محل مین قرار لینے
کے وقت اور تمام یہ حادث ہین ؛ اور حق تعالے مرکب نہین ہے اس لئے کہ مرکب
محتاج ہوتا ہے اپنے اجزا کا اور محتاج حادث ہے ؛ اور حق تعالے کسی چیز و مکان
مین نہین اور کسی سمت مین رہتا ہے اس لئے کہ یہ لوازم جسمانی ہین اور بطلان اسکا عقلاً
اور شرعاً ثابت ہے جیسا کہ کتاب توحید مین صدوق علیہ الرحمہ نے سلمان بن مہران سے
روایت کی ہے کہ مین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ آیا جناب
باریتعالے کسی مکان مین رہتا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ کسی مکان مین نہین رہتا
اگر کسی مکان مین ہوتا تو چاہئے کہ حادث ہو اس لئے کہ متمکن مکان کا محتاج ہے
اور یہ حوادث کی صفت ہے ۔ قدیم کی صفت نہین ؛
اور حق تعالے کسی چیز مین حلول نہین کرتا حلول ایک چیز کا دوسری چیز مین آنیکو کہتے ہین
مانند آنے رنگ کے جسم مین اور اتحاد دو چیزون کے ملکر ایک چیز ہو جانیکو کہتے ہین
اللہ جل شانہ پر حلول و اتحاد روا نہین اس لئے کہ یہ عوارض جسم سے تعلق رکھتے ہین
اور جناب باریتعالی ان چیزون سے منزہ ہے ؛ اور واجب ہے کہ اعتقاد رکھے کہ حق
تعالے کو حاسّہ سے ادراک کر نہین سکتے خواہ حواس ظاہرہ ہون مثل سمع و بصر و ذوق
و شم و لمس خواہ حواس باطنہ ہون مثل حس مشترک و خیال و واہمہ و حافظہ و متصرفہ
اس لئے کہ خداوند عالم مشابہ و مجانس کسی چیز کے ساتھہ نہین ہے اور نہی ادراک نہین

کرتی مگر اوس چیز کو جو مشابہ و مجانس اوس کے ہو ۔ اے برتر از قیاس و خیال و گمان و وہم
و ز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ام ٭

(باب اول توحید مین)

اس مین عمدہ تعدد کی نفی ہے اور وہ اصل توحید ہے مخفی نہ ہے کہ خداوند عالم واحد اور
احد ہے سوا اوس کے کوئی واجب الوجود نہین اور وہ کسیکو اپنا شریک نہین رکھتا اسواسطے
کہ اگر اوس کا شریک ہو اور مثل ہو یعنے دو خدا ہوون اور انمین سے کوئی کسی چیز کا ارادہ
کرے اور دوسرا منع کرے تو اول کا عجز لازم آتا ہے اور اگر مانع ہو تو دوسرے کا عجز
لازم آتا ہے اور خدا پر عجز روا نہین اور اگر دونون کے موافق مرضی ہو تو اجتماع
نقیضین لازم آتا ہے ۔ اور یہہ محال ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے زنادقہ کے جواب مین فرمایا تہا کہ تیرا اعتقاد ہے کہ دو خدا ہین اور یہہ باطل ہے
اس لئے کہ یہہ تین حال سے خالی نہین یا دونون قدیم اور صاحب قوت ہین یا دونون
ضعیف یا اونمین سے ایک قوی دوسرا ضعیف ہے اگر دونون قوی ہین تو کیون نہین ایک
دوسرے کو دفع کرتا اور اگر ایک قوی دوسرا ضعیف ہے پس جو ضعیف ہے وہ خدا نہین
اس لئے کہ خدا عاجز نہین ہوتا اور جناب امیر المومنین علیہ افضل الصلوۃ المصلین اپنے
وصایا مین جناب امام حسن مجتبیٰ روحی لہ الفدا سے فرماتے ہین اے فرزند تیرے
پروردگار کا شریک ہوتا تو چاہیے تہا کہ تیرے پاس اوس کے کتابین اور رسول
آتے کہ آثار اوس کے ملک اور سلطنت کے دیکہتا اور اوس کے افعال اور صفات
کو پہچانتا لیکن خدا ے عزوجل یگانہ ہے اپنا شریک نہین رکہتا مخفی نہ ہے کہ
اس عقیدہ صحیحہ مین بہی فرقہ باطلہ نے خلاف کیا ہے منجملہ اون کے ثنویہ اور دیصانیہ
ہین کہ وہ نور اور ظلمت دونون کو قدیم اور ازلی جانتے ہین ۔ اور کیومرثیہ یزدان
یعنے نور کو قدیم اور اہرمن یعنے ظلمت کو حادث کہتے ہین ۔ زردشتیہ کہتے ہین ۔

کہ نور وظلمت دونون مخلوق خدا ہین مگر یہ کہتے ہین کہ دونون کی شرکت سے عالم پیدا
یزدان نے خیر اور سرور کو پیدا کیا اور اہرمن نے فتنہ و شر کو ۔ اسطرح اور بہی کئی فرقے
ہین مثل غلاۃ و نصریہ و سبائیہ و باطنیہ و مفوضہ وغیرہ کے کتاب حدیقہ سلطانیہ قلمی
مولفہ جناب سید حسینی الحسینی مین لکہا ہے کہ غلو تجاوز کرنا حد سے ہے ساتھ افراط کے
کسی امر مین اور نیز اسی کتاب مین لکہا ہے کہ سرگروہ غالیان ابن سبا کہ وہ جناب امیر علیہ السلام
کو خدا جانتا ہے اور اصل طریقہ غالیون کا یہودی سے ہے کہ عبداللہ بن سبا پہلے یہودی
تہا بعد اس کے بظاہر اسلام لایا اور مسلمان ہوا ۔ اور پہر کافر ہو کے کہنے لگا کہ جناب
امیر علیہ السلام خدا ہین اور مین اون کا پیغمبر ہون حضرت نے تعجب سے یہہ سنا اوسکو بلا کر پوچہا
کہ تو کیا کہتا ہے اوس نے عرض کیا کہ میرے دل مین آیا کہ آپ خدا ہین اور مین آپ کا
پیغمبر ہون حضرت نے فرمایا توبہ کر لیکن اوس نے توبہ نہ کی حضرت نے اوسکو تین روز قید
رکہا جب بہی توبہ پر راضی نہوا آخر اوسکو قیدخانہ سے نکالکر جلا دیا اور مفوضہ تابع اوس
کے بیٹے کے ہین وہ اپنے اعتقاد سے ایک درجہ پائین تہا کہتا تہا کہ خداوند عالم نے
حضرت محمد اور علی علیہا السلام کو پیدا کر کے امور عالم اون کے سپرد کئے یہی دونون
بزرگوار روزی دیتے ہین اور زندہ کرتے ہین اور مار ڈالتے ہین پس یہ عقیدہ
اون کا فاسق اور باطل ہے جیسا کہ حضرت امام رضا علیہ التحیۃ والثنا فرماتے ہین
کہ غالی کافر ہین اور مفوضہ مشرک پس جو شخص کے ان سے ہمنشینی کرے یا اون کے
ساتہہ کہائے یا پیئے یا ان سے نکاح کرے یا اونکی امانت رکہے یا اونکو سپرد کرے
اون کے حدیث کی تصدیق کرے یا اونکی اعانت کرے اگرچہ ایک کلمہ یا بعض کلموں سے
ہو تو وہ دشمن خدا اور رسول خدا کا اور ایمہ ہدیٰ علیہم السلام کا ہوگا ۔

اور نیز جلد سابع بحار الانوار مطبوعہ ایران باب نفی الغلو فی النبی والایمہ علیہم السلام
انما یکون بالقول بالوہیتہم او بکونہم ۔ شرکاء اللہ تعالیٰ فی عبودیتہ

والخلق والرزاق او بالقول فی الائمة علیہم السلام انہم کانوا انبیاء والقول بکل منہا الحاد وکفر وخروج عن الدین لما دلت علیہ الدلالۃ العقلیۃ والآیات والاخبار السالفۃ وغیرھا ۔ یعنے جناب مجلسی تحریر فرماتے ہین تحقیق کہ غلو نبیؐ اور ایمہ علیہم السلام مین بجز اسکے نہین ہے کہ اونکو الہ کہنا یا نبیؐ یا ایمہ کو شریک خدا کرنا عبودیت اور خلق و رزق مین یا ایمہ علیہا السلام کو انبیا ہین کہنا یس یہ اقوال تمام الحاد وکفر کے ہین اور خارج ہونا دین سے ہے جیساکہ اسپر ادلۂ عقلیہ اور آیات اور اخبار سالفہ وغیرہ دلالت کرتے ہین اور نیز اسی کتاب اور اسی باب نفی فی الغلو کے صـ ۲۶۳ سـ ۲۶ مین ہے والغلاۃ من المتظاھرین بالاسلام ھم الذین نسبوا امیرالمومنین والائمۃ من ذریتہ علیہم السلام الی الالوھیۃ والنبوۃ ووصفوھم من الفضل فی الدین والدنیا وھم ضلال کفار حکم فیہم امیر المومنین بالقتل والتحریق بالنار ۔ یعنے غلاۃ ظاہر مین مسلمان ہین اور وہ لوگ ہین کہ جنہون نے نسبت دی ہے امیرالمومنین اور ایمہ کو اونکی ذریت سے طرف الہیت و نبوۃ کے اور وہ لوگ گمراہ ہین کفار ہین اور اون کے باب مین امیرالمومنین علیہ السلام نے حکم فرمایا اون کے قتل کا اور اونکو آگ سے جلانیکا ۔ اور نیز اسی کتاب کے صـ ۲۶۲ کی سطر آخر مین ہے اعتقادنا انہ صدوق فی الغلاۃ المفوضۃ انہم کفار باللہ جل جلالہ وانہم شر من الیھود والنصاری والمجوس یعنے اعتقاد صدوق علیہ الرحمہ کا غلاۃ اور مفوضہ مین یہ ہے تحقیق کہ وہ لوگ کفار ہین اور تحقیق کہ وہ لوگ بدتر ہین یہود و نصاری و مجوس سے ۔

(باب دوم عدل مین)

عدل عبارت ہے ان امور کے حکم سے جو افعال عامہ حق تعالی کے طرف راجع ہوتا ہے

نسبت کرتے ساتھہ مکلفین کے دار دنیا مین امر و نواہی سے اور دار آخرت مین ثواب و عقاب سے پس افعال حق تعالی متعلق ہوتے ہین ساتھہ مکلفین کے دنیا مین بر سبیل عدل اس معنی سے کہ تکلیف نہین دیتا ہے خداوند عالم اون کو مگر اوس چیز کی کہ وہ طاقت رکھتے ہین اون اعمال و افعال کی کہ جنہین صلاح اور خیریت اونکی ہے اس طریقہ سے کہ جزائے عمل اونکی زیادہ ہوتی ہے تکلیف طاعت مین اور بقدر فعل مکلف معصیت مین یعنے ثواب و عقاب اون کا زیادہ ہوتا ہے فعل مامور یا منہی عنہہ سے تا حاصل ہوئے فائدہ انکی تکلیف و خلق کا کہ وہ عین منفعت انکی ہے اس واسطے کہ حق تعالی غنی مطلق ہے جمیع امور سے پس فائدہ تکلیف کا لامحالہ راجع ہوگا طرف عباد مکلفین کے ۔

(باب سوم نبوت مین)

جاننا چاہیے کہ جب حق تعالے غنی مطلق ہے اور محتاج کسی چیز کا نہین پس خلق کیا خلقت کو محض اپنے فضل و کرم سے اور چاہا کہ اونکو اپنی نعمت ہائے بیکران سے متنعم فرمائے ۔ پس تکلیف دی خلق کو بہ تکالیف عدیدہ کہ بسبب اوس کے مستحق وصول نعمت ہون اگر خداوند عالم اوامر و نواہی کی تکلیف نہ دیتا تو مکلفین کسی امر کے مستحق نہ ہوتے اور اگر بدون عمل اون کو ثواب عطا فرماتا تو وہ عبث ہوتا اور فعل عبث خداوند عالم سے واقع نہین ہوتا ۔ اس لئے کہ وہ حکیم مطلق ہے اور جو حکیم ہے اوس سے عبث سرزد نہین ہوتا ۔ لہذا خداوند عالم نے تکلیف دی اپنے عباد کو اوامر و نواہی کی چونکہ خداوند عالم کو چشم ظاہر و باطن ادراک نہین کرسکتی اور کل خلق اسپر قادر بھی نہین کہ حق تعالے سے اخذ احکام کرے اور اوس کے فیض کو قبول کرے پس واجب ہوا کہ حق تعالے اختیار کرے خلق سے ایسے شخص قوی کو کہ جو باعانت حق تعالے قادر ہو اخذ احکام پر اوس کے بیواسطہ تا پہنچائے اون چیزون کو طرف خلق کے کہ جنہین اصلاح دین و آخرت ہو اور وہ وحود دینی ہے ۔

پس جناب باری عز اسمہ نے انبیا و رسل کو مبعوث فرمایا تا وہ حسب مرضی خلاق
عالم اپنی امتون کو احکام دین تعلیم فرمائین پس ہر امت مین یکے بعد دیگرے نبی
یا رسول مبعوث ہوتے رہے تا یہ کہ منتہی ہوی نبوت و رسالت طرف ہمارے
پیغمبر کے اور آنحضرت آخر پیغمبران ہین اور نبوت اور رسالت آنحضرت پر ختم ہو گئی
اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہو گا آنحضرت کی ختم نبوت آیہ مجیدہ مَا كَانَ
مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
دال ہے یعنے نہین ہے محمد کسی کے پدر ایک تمہارے آدمیون سے ولاکن فرستادہ
خدا اور آخر پیغمبران ہے خاتم النبین سے ختم ہونا نبوت صاف ظاہر ہے - آیہ
مذکورہ مین خاتم جو بفتح ہے معنی اوس کا مہر وغیرہ کا ہے اس سے یہ خیال نکیا جا
کہ آنحضرت پر نبوت ختم نہین ہوی ہے اگر خاتم النبین مین لفظ خاتم بکسر تا ہوتا
تو ختم کنندہ پیغمبران کا معنی ہوتا - ایسا خیال کرنا مناسب نہین کیونکہ قرآن مجید
اعراب دیا ہوا تو نازل نہین ہوا - بلکہ قرا سے حفص نے اسکو بفتح تا پڑھا ہے
چنانچہ خاتم النبین کی تفسیر ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ اپنی تفسیر مین باین عبارت تحریر فرماتے ہین
ہست ختم کنندہ پیغمبران یعنے آخر ایشان و حفص بفتح تا خواندہ یعنے محمد آنکسے است
کہ مہر پیغمبران است بآ و مہر نبوت تمام کردہ شدہ است باین معنی کہ نبوت از و در نخواہد
گذشت و بدیگرے بعد از و تعلق نخواہد گرفت ولہذا اولاد ذکور آنحضرت قبل از و فات
او شربت فنا چشیدند چہ اگر بعد از و فرزند بالغی میماند منصب نبوة لایق او می بود
بجہت شرافت مرتبہ و فرزیت رتبا و بر سایر خلقان و در وقتے کہ ابراھیم در گذشت
حضرت فرمود اگر زندہ میماند پیغمبری بود و در عیون الاجوبہ آمدہ کہ ختمیت بر کتابے
بمہر او ست حق تعالے پیغمبر را مہر گفت و چون شرف و بزرگواری کتاب بمہر است
شرف جملہ انبیا نیز بدان حضرت است چون کتاب را مہر کردند از خواندن اغیار محفوظ

شده و نبوت بمن چون سمت اختتام یافت در نبوت بر غیر او بسته گشت مرویست که آنحضرت
امیر المومنین را خطاب کرد که یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسی الا
انه لا نبی بعدی ای علی تو مین بمنزله هارونی از موسی الا آنست که بعد از
من پیغمبری نخواهد بود یعنی اگر جائز میبود که بعد از من پیغمبری باشد آن تو میبودی نه
غیر تو بجهت جامعیت فضل و عصمت * ترجمہ اس عبارت فارسی کا یہ ہے کہ آنحضرت
ختم کرنیوالے پیغمبروں کے ہیں یعنے آخر پیغمبران ہیں اس معنی سے کہ نبوت
حضرت سے تجاوز نہ کریگی اور بعد آنحضرت کے کسی دوسرے سے اوس کا تعلق نہوگا
اس واسطے اولاد ذکور آنحضرت کی قبل از نبوت وفات آنحضرت انتقال فرمائی
اگر بعد آنحضرت کوئی فرزند بالغ رہتا تو منصب نبوت لائق اون کے ہوتا بسبب شرافت
مرتبہ و مزیت رتبہ اون کے تمام خلق پر جسوقت جناب ابراہیم فرزند آنحضرت نے
انتقال فرمایا تو آنحضرت نے ارشاد کیا اگر ابراہیم زندہ رہتا تو پیغمبر ہوتا اور عیون الاجوبہ
میں منقول ہے کہ خاتمیت ہر کتاب کی ساتھہ مہر کے ہے پس شرف تمام انبیا کا
نیز ساتھ آنحضرت کے ہے جب کتاب پر مہر لگیگی پڑہنے سے غیروں کے محفوظ ہوئی
اور نبوت بھی جبکہ سمت اختتام پائی دروازہ نبوت کا غیر پر بستہ ہوا مروی ہے
کہ آنحضرت نے امیر المومنین علیہ السلام سے خطاب فرمایا کہ یا علی تو مجھسے بمنزلہ ہارون
ہے مگر یہہ کہ بعد میرے کوئی پیغمبر نہوگا اگر جائز ہوتا کہ بعد میرے کوئی پیغمبر ہوئے تو
وہ پیغمبر تو ہوتا نہ غیر تیرا بسبب جامعیت فضل و عصمت وغیرہ کے * اس تمام عبارت
تفسیر مذکور سے مثل آفتاب نصف النہار کے روشن ہوتا ہے ۔ کہ آنحضرت پر نبوت
ختم ہوگئی دوسرا کوئی نبی نہ ہوگا اس لئے آنحضرت کے فرزند ارجمند ابراہیم علیہ السلام
کا انتقال ہوگیا ۔ کیونکہ وہ زندہ ہوگئے تو بعد آنحضرت کے وہ پیغمبر ہوتے اور دروازہ
نبوت کا غیر آنحضرت پر بند ہوگیا عام ازین کہ وہ غیر آنحضرت کے قرابت قریبہ بلکہ

اقرب ترین قرابت ہو مثل جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے یا وہ غیر آنحضرت کے اہلبیت و ذریت طاہرہ سے بالکل علحدہ ہی ہو سب کیلئے دروازہ نبوت بند ہو گیا ہے اس لیے آنحضرت نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ اگر جائز ہوتا کہ کوئی پیغمبر میرے بعد ہووے تو وہ پیغمبر تم ہوتے غرض ثابت ہوا کہ آنحضرت خاتم النبین یعنی ختم کنندہ پیغمبران ہین ؛ اور نیز تفسیر صافی سورہ احزاب ط ۲۲ سے ۱ مین مرقوم ہے خاتم النبین و آخرہم الذی ختمہم او ختموا بہ علی اختلاف القرائتین فیعلم من یلیق ان یختم بہ النبوۃ وکیف ینبغی شانہ ؛ خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت آخر پیغمبران ہین ایسے کہ بسبب اون کے تمام انبیا کی نبوت ختم ہو گئی کیسی شان ہو گی اوس بزرگوار کی کہ جو لایق اس کے تہا کہ نبوت اسپر ختم کیجاے جاننا چاہیے کہ حق تعالے ظاہر کرتا ہے ہاتھہ پر پیغمبر مبعوث کے اوس امر اور اوس صفت کو کہ جو خلاف عادت ہووے اور مطابق اوس کے دعوی کے ہو اور معجز ہو کہ مثل اوس کے ابنائے جنس پیغمبر سے واقع نہوتا تو وہ امر معجز دلیل ہو صدق دعوی پر اوس کے ؛ اور شرائط پیغمبر کے یہہ ہین کہ صحیح النسب طاہر المولد مستقیم الخلقت صادق القول ہو اور اتقی و ازہد و اعلم اہل زمان ہو اور قوی العمل ادا امر مین جمیع مردم سے ہو اور پاک ہو جمیع حالات رویہ خلقی و خلقی سے اور مبرا ہو جمیع خصایل رزیلہ و نقایص ظاہری و باطنی سے اور معصوم ہو جمیع گناہان صغیرہ و کبیرہ سے قبل بعثت و بعد بعثت اول عمر سے آخر عمر تک اور کمال عقل و ذکا و فطنت و عدم سہو و قوۃ الراے و شہامت و نجدت و عفو و شجاعت و کرم و سخاوت و جود و ایثار و غیرت و رافت و رحمت و تواضع و غیر ذالک رکہتا ہو ؛ جسوقت معنی نبوت و شرائط معلوم ہوے تو پس جاننا چاہیے کہ نبیؐ اس امت کے محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف صلی اللہ علیہ وسلم ہین اس واسطے کہ آنحضرت نے ادعاے نبوت

لیا اور اظہار معجزات دعوے پر اپنے فرمایا اور معجزات آنحضرت کے کثرت سے ہین از انجملہ شق القمر ہے اور جاری ہونا پانی کا انگشتان مبارک سے اور سیر کرنا خلق کثیر کا طعام قلیل سے اور تسبیح کرنا سنگریزون کا ہے دست مبارک آنحضرت مین سوائے ان کے معجزہ آنحضرت قرآن عزیز بھی ہے اس قرآن مجید سے ہمارے برحق پیغمبر نے فصحا و بلغائے عرب سے معارضہ فرمایا پس فصحائے عرب کو چھوٹی ترین سورہ ہائے قرآن کے مثل سورہ لانیسے عاجز ہوئے اور اسلام کو بہ سبب حمیت جاہلیت کے قبول نہین کیے اور گوارہ لئے زخمہائے تیر وشمشیر کہانیکو اور آوارہ ہونیکو وطنون سے ساتھہ ذلت و خواری کے اکثر کفار عرب یہ تمام ننگ و عار اور ہمیشہ جہنم مین رہنے کو گوارہ کیا اور دفع پیغمبر پر ایک سورہ کوچک مثل قرآن لانے پر قادر نہو سکے اور یہہ معجزہ باقی ہے فنائے عالم تک اس سلئے کہ نبوت آنحضرت کی بہی باقی ہے ہمارے پیغمبر سے کہ قطع کرتا ہے معاندین کی حجت کو ہر زمانہ مین ۔ جاننا چاہئے کہ عدد انبیا ایک لاکہہ چوبیس ہزار ہین اسی طرح اوصیا ہین اس مین تین سو تیرہ رسول ہین چار نبیؑ سریانی ہین آدمؑ شیثؑ ۔ نوحؑ ۔ ادریسؑ اور چار عرب سے ہین ہودؑ صالحؑ شعیبؑ ۔ آنحضرتؐ ۔ اول نبیؑ اسرائیل کے موسیٰؑ ہین آخر اون کے عیسیٰؑ اور بعد عیسیٰؑ چہہ سو نبی ہین اور ایک سو چار کتابین نازل ہوئین ۔ حضرت شیثؑ پر پچاس صحیفہ ۔ حضرت ادریسؑ پر تیس ۔ حضرت ابراہیمؑ پر بیس ۔ اور توریت و انجیل و زبور و فرقان ۔ پانچ پیغمبر اولوالعزم ہین ۔ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ و آنحضرت علیہم السلام ۔ اولوالعزم وہ ہے کہ مشرق سے مغرب تک مبعوث ہو اونکو اولوالعزم اس سلئے کہتے ہین کہ اونہون نے سبقت کی اقرار کرنے مین واسطے اللہ کے اور اقرار کیا ہر نبی کا جو اون کے بعد ہو یا قبل اور عزم کیا صبر کرینگے تکذیب اور اذیت پر ۔

(باب چہارم امامت ہین)

جاننا چاہئے کہ امامت لغت مین بمعنی تقدم ہے اور اصطلاح مین وہ ریاست عامہ الہیہ ہے

جمیع مکلفین پر امور دین و دنیا مین بر نہج خلیفگی پیغمبر سے ۔ جو شرائط و صفات پیغمبر کے ہین وہی شرائط اور صفات امام کے لیے بہی ہین مثل صحیح النسب و طاہر المولد وصادق القول اور پاک ہونا جمیع گناہان صغیرہ وکبیرہ سے اول عمر سے آخر عمر تک وغیر ذلک ۔ چنانچہ جناب علامہ حلی باب حادی عشر مین اور جناب فاضل مقداد شرح باب حادی عشر مین انہین شرائط وصفات کے لحاظ کرتے قایل مساوات جناب امیر علیہ السلام ہین ساتہہ حضرت رسول کریم کے جیسا کہ کتاب مذکور کی فصل خامس مین مرقوم ہے الامام بعد رسول اللہ علی ابن ابی طالب فی النص المتواتر عن النبی ولانہ افضل بقولہ تعالی وانفسنا وانفسکم ومساوی الافضل افضل لاحتیاج النبی الیہ فی المباہلۃ لان الامام یجب ان یکون معصوماً ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نفس رسول ہین اور حضرت رسول افضل ہین تمام امت سے اور حضرت امیر المومنین مساوی حضرت رسول ہین معصومیت مین جسپر لان الامام یجب ان یکون معصوماً ۔ دال ہے لہذا جناب امیر علیہ السلام بہی افضل ہین تمام امت سے اگر جناب علامہ موصوف من جمیع الوجوہ قائل مساوات ہوتے تو کتاب مذکور کی فصل ۳ سطر ۱۹ مین یہ عبارت نہ لکہتے انہ کان شدید الحدس والذکاء والحرص علی التعلم ودائم المصاحبۃ للرسول الذی ہو الکامل المطلق بعد اللہ تعالی وکان شدید المحبۃ والحرص علی تعلیمہ یعنی جناب امیر المومنین شدید الحدس وذکا تہے اور علم حاصل کرنے مین حریص تہے اور ہمیشہ صحبت رسول مین رہتے تہے اور آنحضرت جناب امیر علیہ السلام کو شدت سے دوست رکہتے تہے اور جناب امیر علیہ السلام کو تعلیم دینے مین

آنحضرت بہی حریص تہے ۔
اور شرح باب حادی عشر مطبوعہ نولکشور ص ۳۳ س ۱۹ فصل سادس بحث امامت مین
شارح فرماتے ہین اقول ہذا بحث و ہو بحث الامامت من توابع النبوۃ
و فرعہا اس عبارت سے نیز کلق الصبح روشن ہے کہ نبوت آنحضرت اصل ہے
اور امامت جناب شاہ ولایت اوسکی فرع ہے اور جناب مقدس اردبیلی کتاب
حدیقۃ الشیعہ مین ص ۳۳۱ س ۱۲ تفسیر آیہ مباہلہ مین فرماتے ہین جسکی عبارت یہ ہے حق
تعالے بہ پیغمبر خود فرمود کہ در مباہلہ فرزندان و زنان و نفس را طلب نماید معلوم نیست کہ
مراد حق تعالے از نفس خود نفس نفیس خود پیغمبر نہ بود چرا کہ فرمودہ شما بخوانید
نفس خود را و ما بخوانیم نفسہائے خود را و بہ یقین کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم از زنان بہ فاطمہ و از فرزندان بہ حسنین از کسے نفس پیغمبر تواند بود بہ مرتضے
علی علیہ السلام اختصار نمود اس کے بعد کتاب مذکور مین جناب مقدس موصوف تحریر
کرتے ہین کہ مراد کیست کہ مساوی پیغمبر باشد بہ جمیع صفات بغیر از نبوت مثل او تواند
بود یعنے کون شخص ہے کہ مساوی پیغمبر کے ہوئے جمیع صفات مین بغیر نبوت
کے اور مثل اوس کے ہوسکے اس عبارت واضحہ سے واضح ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام جمیع صفات مین مساوی پیغمبر کے ہین بغیر نبوت کے اور نیز اسی کتاب
کے ص ۲۴۰ س ۳ مین معنے مساوات کو بہی تحریر فرماتے ہین ۔ مساوات کنایہ است
از نہایت اختصاص و قرب و محبت چہ ہر گاہ میان دو کس محبت بمرتبہ کمال رسید
میگویند کہ ہر دو یکیا اند و اتحاد بہم رسانیدہ اند اگر چہ بحسب صورت دوئی و جدائی
در میان باشد و نہایت انچہ ازین اتحاد لازم آید مساوی بودن در مرتبہ درجہ است
نہ در نبوت حاصل یہ کہ مساوات کنایہ ہے نہایت اختصاص و قرب و محبت
سے اور اس اتحاد سے جو کچہہ لازم آتا ہے وہ مساوی ہونا مرتبہ مین درجہ مین ہے
نہ نبوت مین جناب مقدس اردبیلی اعلی اللہ مقامہ کی نیز تمام عبارت مذکورہ سے

جناب امیر و دیگر ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہر طرح سے نبوت سے مستثنیٰ ہیں ارباب
بصیرت پر واضح ولایح ہو کہ جناب ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے انبیا ہونے پر
احادیث صریحہ متواترہ و روایات مستندہ متوافرہ کتب معتبرہ متداولہ مثل اصول کافی
و شرح اصول کافی و جلد سابع و تاسع بحار الانوار وغیرہ میں موجود ہیں انشاء اللہ
تعالیٰ آیندہ بر موقع مذکور ہونگے اگر روایات نافیہ نبوت کو بسبب ماموریت محمد و آل محمد علیہم السلام
بکلام ناس بقدر عقول شان تحمل تقیہ میں ہم حمل کریں تو قطعاً نادرست ہی اس لئے
کہ جب انبیا مبعوث بر سالت و نبوت ہوں تو اخفائے نبوت جائز نہیں اگر با دم وفات
اخفائے نبوت و رسالت ہو تو انبیا کی بعثت ہی عبث ہو جائیگی چنانچہ انبیا گذشتہ
کو مقابل میں کفار کے کیا کچھ خوف جان و مال و عزت رکھتا تھا مگر اس پر بھی
کبھی اخفائے نبوت و رسالت نہیں فرمایا ہر چند اظہار نبوت میں قتل ہو گئے ہیں
چنانچہ حضرت جرجیس پیغمبر کس کس سختی سے کئی بار قتل کئے گئے اور اسیطرح
حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈال دئے گئے اور زکریا آرہ سے چیرے گئے
اور حضرت یحییٰ قتل ہوئے اور دیگر انبیا علیٰ ہذا دار دنیا میں بسبب اظہار نبوت کے
بیحد مصیبتوں میں مبتلا ہوئے مگر دعویٰ نبوت اور ہدایت سے باز نہیں آئے اور ہمارے
پیغمبر برحق تو جملہ انبیا سے بدرجہا زیادہ مصیبتوں اور آفتوں میں مبتلا ہوئے لاکن
اپنی نبوت و رسالت کو کبھی حضرت نے مبعوث ہو کر مخفی نہ کیا تن تنہا مدد ن اعوان
و انصار دعوت اسلام فرماتے تھے اور کفار حضرت کو انواع و اقسام کی ایذا پہنچاتے
تھے خصوصاً ابو جہل وغیرہ کی ایذارسانی کتب سیر وغیرہ سے ظاہر ہے ۔ کلام بقدر
عقول ناس اظہار نبوت و رسالت میں بلکہ اظہار امامت میں بے معنیٰ ہے اس لئے
کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت سے نبوت و رسالت دریافت کیگئی ہو اور آپ
نے تقیتہً انکار فرمایا ہو اور نیز جناب ائمہ ہدیٰ علیہم السلام باوجود مصیبتوں میں

مبتلا ہونے کے کبھی اپنی امامت سے انکار نہیں فرمایا چنانچہ جناب امام زین العابدین
روحی و روح العالمین لہ الفدا باوجود اس کے کہ پابہ زنجیر تھے اور مع اہل بیت
طاہرین کے مقید بقید شدید تھے مگر دربار ابن زیاد و دربار یزید میں اپنی اور اپنے
پدر بزرگوار اور اپنے جد نامدار حیدر کرار کی امامت کے نسبت احتجاج فرمایا ہے
جیسا کہ حضرت کے خطبوں وغیرہ سے جو کتب احادیث و تواریخ میں درج ہیں ظاہر
ہے اگر ہم کہیں کہ اظہار امامت میں جناب ایمہ ہدیٰ نے تقیہ نہیں فرمایا نبوت
و رسالت میں تقیہ فرمایا تو یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ ایمہ ہدیٰ علیہم السلام نے تا دم
شہادت از روئے تقیہ اظہار نبوت و رسالت نہیں فرمایا پس جب خود ایمہ اطہار
علیہم السلام نے تقیتہ اپنی نبوت و رسالت جسکا اظہار واجب و لازم تھا خاص
عام سے تا دم وفات مخفی رکھی تو پھر ہمکو کیونکر معلوم ہوا کہ ایمہ ہدیٰ انبیاء و
و رسل ہیں = اگر ہم یہ خیال کریں کہ جناب ایمہ ہدیٰ نبوت سے بالاتر مرتبہ رکھتے
ہیں اور مرتبہ نبوت مفعول اس مرتبہ کا ہے پھر جناب ایمہ ہدیٰ کیون دارا
نبوت نہون ادنےٰ تامل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونون میں ملازمہ نہیں ہے
اس لئے اصحاب جناب امام حسین علیہ السلام کا مرتبہ حضرت سلمان و ابوذر
وغیرہ سے بالاتر ہے چونکہ خود جناب امام حسین فرماتے ہیں کہ میں اپنے
اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب کو نہیں دیکھتا ہون پس اس سے ثابت
ہے کہ شہدائے کربلا جو غیر بنی ہاشم ہیں وہ سلمان و ابوذر سے افضل ہیں
اور پیغمبر خدا فرماتے ہین کہ السلمان منا اہل البیت اور حضرت سلمان
اوصیائے حضرت عیسیٰ سے ہین اور معصوم ہین پس نظر بر آن لازم آتا ہی
کہ جو دارائے مرتبہ بالاتر ہو وہ ضرور دارائے مرتبہ منا اہل البیت اور
دارائے معصومیت ہو حالانکہ اصحاب جناب امام حسین حبیب ابن مظاہر

و مسلم ابن عوسجہ وغیرہ نہ مصداق منا اہل البیت ہیں نہ معصوم ہیں اور نہ ان
کی شان میں معصوم سے حدیث منا اہل البیت آئی ہے ۔
جناب علامہ مجلسی جلد سابع بحار میں باب انہم جری لہم من الفضل والطاعات
ما جری لرسول اللہ و انہم فی الفضل سواء جو تحریر فرمایا ہے
ترجمہ اوس کا یہ ہے کہ جاری ہوی واسطے جناب ائمہ ہدی علیہم السلام کے
فضل و طاعات سے وہ چیز جو جاری ہوی واسطے جناب رسول اللہ کے بتحقیق
کہ تمام ائمہ فضل میں برابر ہیں اور اسی باب میں ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین
علیہ السلام نے لقد حملت مثل حمولۃ محمد اے حملنی اللہ من العلم
والایمان والکمالات وتکلیف ہدایت الخلق و تبلیغ رسالات
حاصل ترجمہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے جناب امیر المومنینؑ پر علم اور ایمان کمالات
اور تکلیف ہدایت خلق تبلیغ رسالات کا بار فرمایا یعنے حضرت امیر علیہ السلام مثل
حضرت محمدؐ اس بار مذکور کے حامل ہیں مجلسی اسی باب کے صفحہ ۲۶۶ میں تحریر
فرماتے ہیں کہ لقد حملت فلتشبیہا علیہ السلام ما حملہ اللہ علیہ
من ریاسۃ الخلق وہدایتہم وولایتہم یعنے تشبیہ دی جناب امیرؑ
علیہ السلام نے اوس بار کو ریاست خلق اور ہدایت اور ولایت سے اسی باب
مین دوسری حدیث ہے کہ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے انی وایاہ
لعلی السبیل الواحد الا انہ المدعو باسمہ حاصل ترجمہ یہ ہے
کہ میں اور حضرت رسول اللہ ایک سبیل پر ہیں مگر یہ کہ بتحقیق کہ وہ مدعو اپنے
اسم کیساتھ ہیں اس حدیث کے نسبت مجلسیؒ فرماتے ہیں اسے انا شریک لہ
فی جمیع الکمالات ولا فرق نبیا و بینہ الا انہ مسمی باسمہ عن اسمی
یعنے میں شریک ہوں حضرت رسول کا جمیع کمالات میں اور کوئی

فرق نہین درمیان میرے اوراون کے مگر یہ کہ وہ نام رکھے گئے ہین اپنے اسم
سے جو غیر نام میرے ہے ۔ مسمی باسم غیری اور مدعو باسمہ کی شرح مین جناب
مجلسی سابع بحار صہ۲۶۶ مین فرماتے ہین وَلقد حملت علی مثل حمولته ای حملنی
اللہ تعالی مثل ما حملہ علیہ من الامور التی توجب الوصول الی اقصی
منازل الکرامۃ من الخلافۃ والامامۃ۔ یکون المراد بالاسم وصف
النبوۃ او المعنی انہ دعاہ اللہ فی القرآن باسمہ ولم یدعنی والاول
اظہر ۔ یعنے مثل حضرت رسولؐ حضرت علی علیہ السلام پر جس چیز کو خداوند عالم
نے فرمایا وہ بار وہ امور ہین کہ واجب ہوتا ہے پہنچنا جنسے طرف انتہائے منازل
کرامت کے خلافت وامامت سے اور مراد اوس اسم سے وصف نبوت ہے جو
مدعو باسمہ مین اسم ہے یا یہ کہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت کو اون کے
اسم سے پکارا ہے قرآن مجید مین اور جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین
ولم یدعنی یعنے مجھے نہین پکارا ہے یہ دو معنی جو الا انہ المدعو باسمہ
کے مذکور ہوئے جناب مجلسی فرماتے ہین ان دونون مین معنی اول اظہر
ہے یعنے وصف نبوت ۔ مخفی نہ ہے کہ آیات کثیرہ و احادیث متواترہ فضایل
ومناقب آل محمدؐ علیہم السلام مین وارد ہین بلکہ معصوم ارشاد فرماتے ہین کہ ربع قرآن
مجید ہمارے فضایل مین ہے منجملہ اون کے یہان چند آیات و احادیث تیمناً
وتبرکاً لکھی جاتی ہین ۔

(آیہ نمبر ۱ سورہ احزاب)

اِنَّ اللہ وَملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا
تسلیما ۔ تحقیق اللہ اور اوس کے ملائکہ صلوۃ بھیجتے ہین اوپر نبیؐ کے اے
وہ لوگ جو ایمان لائے صلوۃ بھیجو تم اوپر نبی کے اور سلام جو حق ہے سلام بھیجنے

س آیہ مجیدہ سے کمال فضیلت جناب رسالت مآب اور اون کے اہل بیت علیہم السلام کی ظاہر ہے آدمیون سے بڑہکر فرشتے اور اون سے بہی زیادہ یہ ہے کہ خود خداوند عالم درود بہیجتا ہے ۔ جب یہہ آیت عالی رایت نازل ہوئی تو اصحاب نے عرض کی یا حضرت ہم سلام کو تو جانتے ہین وَلٰکِنْ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ یعنے کسطرح صلوات بہیجین ہم آپ پر فرمایا اسطرح کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ تفسیر عمدۃ البیان مین تین باتون مین مساوات اہلبیت کو حضرت رسول کے ساتہ لکہی ہے اور بعض کتب مین پانچ باتون مین ہے ۔ ایک تو سلام مین دوسرے طہارت مین تیسرے محبت مین چوتہے صدقہ حرام ہونے مین پانچوین درود مین غرض اس پر اتفاق ہے کہ صلوۃ بہیجنا جیساکہ حضرت رسول پر واجب ہے ویساہی اہل بیت رسول پر ہے اس آیہ مجیدہ سے عجب ظاہر خیال پیدا ہوتا ہے کہ صلوۃ مختص بہ نبی ہے اور لفظ نبی عام ہے جو شامل ہے جناب محمد و آل محمد علیہم السلام کو لہذا آل محمد بہی انبیا ہین کیونکہ آنحضرت معصوم ہین جمیع اقوال و افعال مین لا اقل معصوم ہین تبلیغ احکام مین اور یہہ حکم بہی آنحضرت کی تبلیغ سے ہے کہ منزل علیہ کو بدون تغیر تبلیغ کرین اگر معنی نبی منحصر ہو حضرت محمد مین تو آنحضرت کا اضافہ کرنا صلوۃ مین آل محمد کو بیشک تغیر ہے مگر یہہ کہ لفظ نبی عام لیا جاے محمد و آل محمد سے تو اسوقت آل پر صلوۃ بہیجنا صحیح ہوگا اور خلاف آیہ مجیدہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی الخ کے لازم نہ آیگا یہ خیال قطعاً نادرست ہے اس لئے کہ جب لفظ نبی عام لیا جاے تو لفظ النبی کل ہوجائیگا جسمین کل افراد انبیا داخل ہون گے اور صلوۃ مین شامل ہون گے اور یہہ خلاف مقصود خداوند عالم ہے کیونکہ آیہ صلوۃ مین خداوند عالم اور اوسکے

ملائکہ جو صلوٰۃ بھیجتے ہین وہ صلوٰۃ خاص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ النبی عام نہین بلکہ خاص ہے چونکہ معرف
بالام ہے جس سے آنحضرت کی ذات پاک مراد ہے رہا یہ امر کہ آنحضرت نے
جو اپنی آل اطہر کو شریک صلوٰۃ فرمایا ہے اس سے منزل علیہ مین تغیر پیدا ہوتا ہے،
ظاہراً ایسا ہی معلوم ہوتا ہے مگر عند العقل ہرگز اس سے منزل علیہ مین تغیر نہین ہوتا اس لئے کہ النبی
کی تفسیر تو آنحضرت نے اپنی ہی ذات مقدس سے فرمائی ہے اگر النبی کی تفسیر سلمان اور ابو ذر رضی اللہ عنہما
سے فرماتے تو بیشک تغیر ہوتا اور اپنی آل امجاد کو جو آنحضرت کے صلوٰۃ مین اضافہ
فرمایا ہے یہ بنظر اعزاز و اختصاص بحکم خداوند عالم ہے اس لئے کہ جب اہل
اسلام کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ آن حضرت کوئی بات بدون وحی خداوند
عالم نہین فرماتے تھے جیسا کہ خود جناب اقدس الٰہی ارشاد فرماتا ہے وما
ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ پس جب آنحضرت نے بحکم خداوند عالم
یوحیٰ
آل امجاد کو صلوٰۃ مین اضافہ فرمایا تو یہ موافق آیہ کریمہ مذکورہ ہوا نہ مخالف آیہ ما
ینطق عن الھویٰ الحاصل آل محمد علیہم السلام شریک صلوٰۃ ہونے سے ساتھ نبی مکرم کے
لازم نہین آتا کہ انبیا ہو جائین اگر ایسا ہی ہو تو صدقہ کے حرام ہونے مین جملہ سادات
بنی ہاشم شریک پیغمبر برحق ہین کیا جملہ سادات بھی اس شرکت سے پیغمبر ہو جائین
گے ہرگز نہین فتدبروا ولا تعقلوا۔

(آیہ نمبر ۲ سورہ حدید)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰھِیْمَ وَفِیْ ذُرِّیَّتِہِمَا النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ فَمِنْھُمْ
مُّھْتَدٍ وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲﴾ بہ تحقیق ہم نے بھیجے نوح اور ابراہیم
کو اور قرار دی ہم نے ذریت مین اونکی نبوت و کتاب کو پس بعض اون سے
ہدایت یافتہ ہین اور اکثر اون سے فاسق ہین آیہ مجیدہ مذکورۃ الصدر مین

نبوت کو خداوند عالم نے ذریت نوح وابراہیم مین جو مہتدی ہین قرار دی ہے اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ جو ذریت ابراہیم مین ہون اور مہتدی ہون وہ انبیا رہوئین اس لیئے کہ ذریت ابراہیم سے ہونا اور مہتدی ہونے کو نبی ہونا ضرور نہین - بلکہ بعد نوح پیغمبر جو نبی ہوا اسے ضرور ہے کہ وہ ذریت ابراہیم سے اور مہتدی ہی کیونکہ ان دونوںمین عموم وخصوص مطلق کے نسبت ہی نہ تساوی کی اگر ایسا ہی ہو تو لازم آئیگا کہ جناب ایمہ ہدیٰ علیہم السلام انبیا ہون اور آئمہ معصومین ہی پر کیا موقوف بلکہ حضرت عبد المطلب اور حضرت عبد اللہ اور حضرت ابو طالب علیہم السلام یہ سب بزرگوار ذریت ابراہیم سے ہین اور مہتدی بھی ہین پس یہ سب بدرجہ اولی انبیا ہو سکتے ہین کیونکہ جناب ایمہ ہدا کے آباو اجداد ہین اور سوائے حسنین علیہما السلام دیگر اولاد جناب امیر المومنین علیہ السلام مثل جناب عباس اور محمد حنفیہ وغیرہ اور جناب علی اکبر اور جناب قاسم علیہم السلام یہ بھی سب کے سب مہتدی ہین اور ذریت ابراہیم سے بھی ہین حالانکہ ان بزرگوارون سے کوئی بھی نبی نہین ۔ اور نیز حدیث کنت نبیا و آدم بین الماء والطین یعنی جناب رسالت آب فرماتے ہین کہ تہا مین پیغمبر درمان حالے کہ آدم آب و گل مین تتے اس سے بھی ہم اپنے ذہن کو پریشان نہ کرین کہ وہ نور محمدی جو متصف بالنبوت تھا وہ نور مقدس منتقل ہوتا ہوا حضرت عبد المطلب تک پہنچا وہان سے دو نصف ہو کر نصف صلب عبد اللہ مین اور نصف صلب ابو طالب مین منتقل ہوا حضرت عبد اللہ سے جناب ختمی مآب اور حضرت ابو طالب سے جناب ولایت مآب پیدا ہوئے پس یہ امر خلاف عدل خداوند عالم ہے کہ ایک نور متصف بالنبوت تہا اوس کے دو حصے ہوئے نصف کو نبوت و رسالت اور دوسرے نصف کو فقط امامت و ولایت عطا ہوئی اسطرح کے

خیالات ونسبت اور عقل مستفاد سے کام لیا جائے تو مثل آفتاب روشن ہوجائگا
کہ یہ امر خلاف عدل خداوند عالم ہر گز نہین ہے اس لئے کہ عدل جناب باریتعالی
کے یہ معنی نہین ہے کہ ایک شخص کو جیسا پیدا کیا اور جو کچھ اوسے عطا فرمایا
دوسرے تمام بندون کو بھی اُسیطرح پیدا فرمائے اور عطا فرمائے اگر یہی
معنی عدل خداوند عالم ہے تو لازم آئیگا کہ جتنے بندے ہین سب انبیا ہوجاتین
کیا معنی کے بعض بندونکو انبیاء کیا اور بعضون کو امت نظر بر آن یہ بھی
خلاف عدل ہے کیونکہ عبدیت مین سب مساوی ہین = بلکہ کل کائنات انبیا
ہوجائے اس لئے کہ خلاق عالم نے جب نور محمدی کو پیدا فرمایا اوسی وقت
سے وہ نور محمد مصطفوی متصف بالنبوت تھا اور تمام کائنات اوسی نور محمدی
سے پیدا ہوئی جیسا اکثر کتب احادیث سے ثابت ہے بناءً علیہ سب کائنات
کو انبیا ہونا چاہئے ورنہ خلاف عدل خداوند عالم ہوتا ہے - یہ معنی عدل
خداوند عالم نہین بلکہ عدل خداوند عالم کا یہ معنی ہے کہ وہ متعلق ہوتا ہے
افعال عباد سے نہ افعال باریتعالی سے جیسا کہ بحث عدل مین علما نے
لکھا ہے اور نیز کتاب ہذا کے باب دوم مین مرقوم ہے = مَنْ شَاءَ
فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهِ =

(آیہ نمبر ۳ سورہ صافات)

سَلَامٌ عَلٰی آلِ یَاسِیْن - آل یسین سے مراد آل محمد علیہم السلام ہے -
یہ آیہ کریمہ اہلبیت کے کمال فضیلت پر دلالت کرتی ہے چنانچہ جلد سابع
بحار صفحہ ۳۵ سطر ۲۲ مین جناب مجلسی تحریر فرماتے ہین قال السید نور اللّٰہ
الشوستری نور اللّٰہ ضریحہ فی آیات متفرقۃ مِنْ

هذه السورة عدة من الانبياء بالسلام فقال سلام على نوح
في العالمين وسلام على ابراهيم وسلام على ابراهيم وسلام
على موسى وهارون ثم قال سلام على آل يٰسين ثم ختم السورة
بقوله سلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين ومن البين
ان السلام عليهم منفردة في اثناء السلام على الانبياء و
المرسلين دلالة صريحة على كونهم في درجة الانبياء والمرسلين
ومن هو في درجتهم لا يكون الا اماما معصوما فيكون نصا
في الامامة ولا اقل من كونه نصا في الافضلية ۔

خلاصہ ترجمہ عبارت مذکورہ کا یہ ہے کہ خداوند عالم نے فرداً فرداً انبیاء علیہم السلام
پر سلام فرمایا ہے اور اثنائے سلام انبیاء و مرسلین میں آل یٰسین پر بھی
سلام فرمایا ہے مراد آل یٰسین سے آل محمدؐ ہیں مجلسی فرماتے ہیں کہ
اثنائے سلام انبیاء و مرسلین میں آل یٰسین پر سلام فرمانا دلالت صریحہ ہے
اوپر ہونے جناب آل محمدؐ کے درجہ انبیاء و مرسلین میں اور درجہ انبیاء میں
جو شخص ہو وہ نہیں ہوتا مگر امام معصوم لیس یہ نص ہے امامت میں لا اقل
نص ہے افضلیت میں ۔ بناءً علی ہذا مجالس ماموں میں جناب امام رضا علیہ
السلام نے اسی آیہ سلام علی آل یٰسین سے احتجاج فرماکر اپنی معصومیت
و امامت و افضلیت ثابت فرمائی ہے اس آیہ سلام علی آل یٰسین سے یہ
خیال نہ کیا جائے کہ جناب ائمہ ہدیٰ بھی انبیاء ہیں کیونکہ خداوند عالم نے انبیاء پر سلام
فرمایا ہے اور آل محمدؐ پر بھی سلام فرمایا لیس آل محمدؐ انبیاء ہیں ۔ یہ خیال
درست نہیں بلکہ حسب تحریر جناب مجلسی و سید نوراللہ شوستری آیہ مذکورہ سے
ائمہ اطہار کی امامت و معصومیت و افضلیت ثابت ہوتی ہے نہ نبوت

ورسالت - فافہموا وافضوا ۔

آیہ نمبر ۴ ربع جز پنجم سورہ النسا

ام یحسدون الناس علی ما آتاہم اللہ من فضلہ فقد آتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ وآتیناہم ملکاً عظیما ۔

یعنے کیا وہ لوگ اس بات پر کہ اللہ تعالی نے اونہیں اپنا فضل و رحمت عطا فرمایا ان سے حسد کرتے ہین ۔ پس بیشک ہم نے آل ابراہیم کو کتاب دی اور حکمت (پیغمبری) دی اور اونہیں آل ابراہیم کو ملک عظیم عطا فرمایا کتاب کافی اور تفسیر عیاشی مین امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آل ابراہیم مین اونکو کتاب اور حکمت کو منظور کرتے ہین اور آل محمد مین کتاب اور حکمت کا حسد کرتے ہین ۔ تفسیر مجمع البیان مطبوعہ ایران ص ۲۴۴ سطر ۲۳ آیہ مذکورۃ الصدر کے باب مین مذکور ہے المراد بالناس النبی عن ابی جعفر ۔ المراد بفضل فیہ النبوۃ و فی آلہ الامامۃ ۔ ملکاً عظیما مراد النبوۃ - یعنے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے تفسیر آیہ مذکورہ مین منقول ہے کہ ناس جسپر حسد کرتے ہین مراد ذات نبی صلعم ہے اور مراد فضل سے نبوت ہے آنحضرت کی اور امامت آل اطہر کی ہے اور ملک عظیم سے نیز مراد نبوت ہے جلد سابع بحار ص ۴۶ سطر ۲۴ مین ملک سے مراد فہم الائمہ ہے ۔ اور نیز کتاب مذکور مین مرقوم ہے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادق نے آیہ مذکورہ مین کتاب نبوت ہے ۔ اور حکمت فہم و علم ہے اور ملک عظیم طاعت مفروضہ ہے اور نیز جلد سابع بحار ص ۶۹ سطر ۱۹ باب وجوب طاعتہم

میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے وانھا المعنی الملک العظیم قال
الطبرسی رحمہ واختلف فی معنی الناس ھھنا فقیل اراد
بہ النبی حسدوہ علی ما اعطاہ اللہ من النبوۃ واباحۃ
لتسعۃ نسوۃ ومیلہ الیہن ۔ یعنے علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ کہا طبرسی رحمہ
نے کہ معنی ناس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ ناس سے مراد نبی ہیں کہ
حسد کیا مردم نے اوس چیز پر کہ اللہ نے عطا فرمائی آنحضرت کو نبوت
سے اور آنحضرت کیلئے نو بی بیاں نکاح ہونیسے اور نیز اسی کتاب اور
اسی باب کے صفحہ ۳۱ میں علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں عن برید
العجلی عن ابی جعفر فی قول اللہ تبارک وتعالی:
فقد آتینا آل ابراھیم الخ فجعلنا منھم الرسل والانبیاء
والائمۃ فکیف یقرون فی آل ابراھیم وینکرون فی آل محمد
یعنے جناب امام محمد باقر سے تفسیر آیہ مذکورہ میں فقد آتینا آل ابراھیم کی
فجعلنا منھم الرسل تا آخر منقول ہے کہ فرمایا خداوند عالم نے پس گردانے ہم نے آل ابراہیم سے
بعض کو رسل اور بعض کو انبیا اور بعض کو ائمہ پس کیسا اقرار کرتے ہیں آل ابراھیم میں یعنے رسل
اور انبیاء ہونیکا اور انکار کرتے ہیں آل محمد میں ائمہ ہونے سے
اور نیز تفسیر میں اسی آیہ کی اسی باب کے صفحہ ۳ میں ہے کہ برید بن
معویہ حضرت محمد امام باقر سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا اوس جناب
نے فنحن المحسودون ما آتانا اللہ من الامامۃ دون
خلق اللہ جمیعا یعنے پس ہم محسود ہیں اوس چیز پر کہ دیا ہم کو
اللہ نے امامت سے اس آیہ مذکورہ کی تفسیر و تصریح جو خود امام
علیہ السلام نے فرمائی ہے کفلق الصبح ۔ روشن ہے کہ ائمہ

ہدی امام ہین آیتہ کریمہ سے یہہ خیال نکیا جاے کہ امام علیہ السلام استعجاب
اور استدلال فرماتے ہین کہ آل ابراھیم ہمسے مراتب مین کم ہین وہ تورسل اور
اور انبیاء اور ایمہ ہون اور ہم نہون یہہ خیال قطعاً نادرست ہی اس لئے کہ امام علیہ السلام
اپنی امامت کے نسبت استعجاب فرماتے ہین نہ نبوت ورسالت کیلئے کیونکہ خود فرماتے
ہین فنحن المحسودون علی ما آتانا اللہ من الامامۃ کما ترقت
بر ولا تعقل :

(آیت نور نمبرہ سورہ نور)

اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح فی
زجاجۃ کانہا کوکب دری توقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ
لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٓ ولو لم یمسسہ نار نور
علیٰ نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ۔ یعنے اللہ نور ہے اسمان کا
اورزمین کا مثال اوس کے نور کے مانند روشندان کے ہے اور وہ ایسا
ہے کہ اوسمین چراغ ہے نہایت روشن وہ چراغ شیشہ مین ہے ۔ وہ
شیشہ نہایت صاف ہے گویا کہ وہ ایک ستارہ ہے بڑا چمکنے والا تفسیر
عمدۃ البیان مین مرقوم ہے کہ فرمایا جناب امام علیہ السلام نے کہ مراد
نور سے ہادی ہے یعنے ہدایت کرنیوالا اہل آسمان اور زمین کا یہہ بر سبیل
تشبیہ ہے بعضے کہتے ہین کہ نور بمعنی منور ہے بمعنی اسم فاعل اور بعضے
کہتے ہین کہ مراد نور سے مزین ہے یعنے آراستہ کرنیوالا آسمانون اور زمین کا
ہے کیونکہ خدا تعالےٰ حقیقت مین نور نہین ہو سکتا کہ نور حادث ہے
اور جسم ہے اور خداوند عالم اس سے پاک ہے بعضے کہتے ہین کہ مضاف

نور کا محذوف ہے کہ اصل مین ذو نور ہے یعنے صاحب نور آسمانون اور زمین کا
آیہ کریمہ مذکورہ کی تفسیر مین اقوال کثیرہ ہین کتاب شرح اصول کافی مطبوعہ
نولکشور باب سیزدہم باب ان الائمۃ علیہم السلام نور اللہ عز وجل صفحہ
سطر ۶ مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کہ مراد مشکواۃ
سے حضرت فاطمہ ہین مراد مصباح سے جناب امام حسنؑ مراد زجاجہ سے جناب
امام حسین علیہما السلام ہین کوکب دریؑ سے نیز جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام
مراد ہین ؛ اور تفسیر مجمع البیان کے صفحہ ۱۶۲ سطر آخر مین مرقوم ہے اس مشبہ
اور مشبہ بہ مین اقوال مختلفہ ہین بعضے کہتے ہین کہ خدا تعالے لے نے یہہ مثال
اپنے پیغمبر کے واسطے دی ہے کہ روشندان تو سینہ حضرت کا ہے اور شیشہ
دل آنحضرت کا ہے اور چراغ اوس مین نبوت ہے نہ شرقی ہے نہ غربی ہے
قریب ہی کہ خوبیان محمدؐ کے ظاہر ہون پہلے اس سے کہ اون پر وحی کیجای
نور او پر نور کے یعنے پیغمبر نسل سے پیغمبر کے اور بعضے کہتے ہین کہ روشندان
تو عبد المطلب ہین اور شیشہ عبد اللہ ہین اور چراغ پیغمبر خدا ہین کہ نہ شرقی ہی
نہ غربی ہے بلکہ مکی ہے اس لئے کہ مکہ وسط دنیا مین ہے ؛ اور حضرت
امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ نور علم کا سینہ مین نبیؐ کے ہے کہ وہ چراغ ہے
اور چراغ شیشہ مین ہے اور شیشہ سینہ علیؑ کا ہے یعنے ہوگیا ہے
علم نبیؐ کا سینہ مین علیؑ کے کہ تعلیم کیا ہے اوسکو نبی نے ؛ اس بیان
سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ جس کسی کے دل مین علم پیغمبری ہو وہ نبیؐ ہے
یعنے علم نبیؐ جو حضرت علیؑ کے دل مین منتقل ہوگیا ہے پس حضرت علیؑ
پیغمبر ہوگئے حالانکہ ایسا نہین ؛ کیونکہ پیغمبر بلا واسطہ بخبر ہوتا ہے ؛

(آیہ نمبر ۶ سورہ بقر)

افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون یعنے پس اگر آئے تمہارے پاس محمدؐ ساتھہ اوس چیز کے یعنے ساتھہ موالات علیؑ کے نہین چاہتے ہین تمہارے نفس سرکشی کی تم نے پس ایک فریق کی تکذیب کی تم نے آل محمدؐ سے اور دوسرے فریق کو قتل کروگے تم اس آیہ کریمہ کے متعلق جلد سابع بحار باب جوامع تاویل صہ ۱۵۵ سطر ۵ مین مرقوم ہے عن جابر عن ابی جعفر قال ابوجعفر ذلک مثل موسی والرسل من بعدہ وعیسی صلوٰۃ اللہ علیہ ضرب لامۃ محمدؐ فقال اللہ لہم فان جاءکم محمدؐ بما لا تھوی انفسکم بموالاۃ علی استکبرتم ففریقا من آل محمد کذبتم وفریقا تقتلون فذلک تفسیرھا فی الباطن بیان علی ھذہ التاویل یکون الخطاب متوجھا الی الکافرین و المکذبین للرسل او باسناد القتل مجاز فان قتل اھلبیتہ بمنزلۃ قتلہ آیہ مذکورۃ الصدر کی یہ تفسیر جو جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمائی ہے حاصل اوس کا یہہ ہے کہ وہ مثال موسیٰ اور دیگر رسل کی ہے جو بعد اون کے ہوئے واسطے امت محمدؐ کے علامہ مجلسی فرماتے ہین بنابر اس تاویل کے یہہ خطاب ہے کافرین و مکذبین جمیع رسل کیطرف اور احتمال یہہ ہے کہ جمیع آیت مین خطاب عموم ہے اور تحقق اس کا اس امت مین ضمن مین قتل اہلبیت کے یا یہ تعمیم رسل مجازاً ہے یا باسناد قتل مجازاً اس لئے کہ قتل اہلبیت محمدؐ بمنزلہ قتل محمدؐ کے ہے ہم یہہ گمان نہ کرین کہ زمانہ مستقبل مین انبیاء مقتول ہونگے

ایمہ اثنا عشر علیہم السلام نہین ہیں پس ایمہ ہدیٰ انبیا رہین حالانکہ ملا فتح اللہ علیہ الرحمۃ کی تفسیر اور نیز جناب مجلسی کی تحریر مذکور سے ثابت ہے کہ قتل اہلبیت محمدؐ بمنزلہ قتل حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے و افہموا و احفظوا ۔

(آیہ نمبر ۷ سورہ رعد)

و یقول الذین کفروا لست مرسلا قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب ۔ یعنے اور کہتے ہین وہ لوگ جو کافر ہوئے ہین کہ تو رسول نہین ہے کہہ تو خدا کافی گواہ ہے درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور وہ شخص کہ نزدیک اوس کے ہے علم کل قرآن کا و من عندہ علم الکتاب

اس آیۂ کریمہ مین جناب امیر المومنین امام المتقین علیہ افضل الصلوۃ المصلین مراد ہین ۔ پس یہہ آیت عالی رایت جناب رسالت مآب کی رسالت پر بصراحت تمام اور تین وجہون سے جناب امیر المومنین کی فضیلت و امامت پر دلالت کرتی ہے وجہہ اول جناب امیر کا عالم ہونا وجہہ دوم حق تعالیٰ نے کا حضرت رسولؐ کی حقیقت کی گواہی مین جناب امیر کو اپنا قرین قرار دینا اور کوئی مرتبہ اس سے بالاتر نہین ہوتا وجہ سوم جناب امیر کی گواہی پر اکتفا کرنا حضرت امیر کی عصمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سوائے معصوم کے گواہی کسی ایک گواہ سے مدعا ثابت نہین ہوتا اور عصمت دلیل امامت ہے ۔ مخفی نرہے کہ و من عندہ علم الکتاب مین حضرت رسول داخل ہین جیسا کہ جلد سابع بحار باب ان عندھم جمیع علوم

والملائکۃ والانبیاء ص ۱۴۷ مین عبد اللہ بن احمد سے منقول ہے
قل کفی باللہ الخ قال نزلۃ فی علی بعد رسول اللہ وفی
الائمۃ بعدہ اس آیہ مجیدہ سے یہ خیال ہو کہ گواہ کو چاہیئے کہ عالم مشہود بہ
ہوئے پس جو گواہ کے عالم بہ تمام مشہود بہ نہو گواہی تصدیق کے
نہین سکتا نیس شاہد صفت یا کمال مین مساوی یا افضل مشہود علیہ کے
ہوئے پس آیہ کریمہ مذکورہ مین مشہود بہ رسالت ہے کہ صفت آنحضرت
ہے اور مشہود علیہ آنحضرت ہین اور شاہد اللہ عز اسمہ اور حضرت علی ہین
پس نظر بران حضرت علیؑ کا حضرت رسول سے مساوی یا افضل ہونا
لازم آتا ہے اور نیز حضرت علیؑ کا رسول و نبی ہونا ثابت ہوتا ہے
اور اسی طرح ہر امام تا امام دوازدہم شاہد و مشہود علیہ ہین پس ہر امام
رسول و نبی ہے اور رسالت و نبوت مین حضرت رسول سے کل ائمہ
مساوی المرتبہ ہین یہ خیالی استدلال ہمارا قطعاً مدخول اور تاویل علیل
مین داخل ہے یعنے شاہد کو صفت یا کمال مین مشہود علیہ سے مساوی
یا افضل ہونا لازم ہو تو پس جزو سوم سورہ آل عمران مین جو خداوند عالم
رشاد فرماتا ہے شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ
واولوا العلم قائما بالقسط وہو العزیز الحکیم یعنے گواہی دی
اللہ نے بہ تحقیق کے کوئی معبود نہین ہے مگر وہی اللہ اور ملائکہ
نے گواہی دی اور صاحبان علم یعنے جناب ائمۃ اطہار نے گواہی دی
دران حالیکہ وہ قایم سات عدل کے ہے اور وہ اللہ غالب و حکیم
ہے اس آیہ کریمہ مین مشہود بہ توحید خداوند عالم ہے اور مشہود علیہ
خداوند عالم ہے اور شاہد خود خداوند عالم او ملائکہ اور ائمہ اطہار ہین

نظر آن لازم آتا ہے کہ ملائکہ اور ایمہ ہدی جو شاہدین ہین صفت یا کمال مین مشہود علیہ یعنے خداوند عالم سے معاذ اللہ مساوی یا افضل ہون یعنے شاہد جو ملائکہ و ایمہ ہین سب خدا ہو جائین جیسے کل ایمہ رسالت و نبوت مین آنحضرت سے مساوی المرتبہ ہو کر رسول و نبی ہو گئے تہے ایسے تو ہر شے مساوات خداوند عالم کا ہے اب رہا یہ امر کہ شاہد کو مشہود [illegible] افضل ہونا [illegible] بس بنا پر استدلال خیالی مذکور خدا سے [illegible] ہونا ضرور ہے کہ جس درجہ مین ملائکہ اور جناب ایمہ [illegible] خالق سے افضل قرار پائین نعوذ باللہ من [illegible] اقوال القتاد ‏:

(آیۂ [illegible] سورہ یونس)

لکل امۃ رسول فاذا جاء رسولهم قضی بینهم بالقسط وهم لا یظلمون اس آیہ مجید کے نسبت جناب ملا فتح اللہ علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین جسکا ترجمہ یہ ہے یعنے ہر گروہ کیواسطے امم ماضیہ سے رسول تہا کہ اونکو دعوت بحق فرماتا تہا پس جب آیا اون کی طرف وہ رسول کہ مبعوث تہا اون پر تکذیب کی اوسکی حکم کیا گیا درمیان رسل اور مکذبین ستم دیدہ نہین ہوئے یعنے رسول کے ثواب سے کم نہین کرتے ہین اور عذاب مکذبین مین جسکے وہ مستحق ہین حکم زیادتی نہین فرماتے ‏: آیہ مذکورہ کی یہہ تفسیر بالظاہر تہی تفسیر [illegible] جلد سابع بحار باب جوامع تاویل صفحہ ۱۵۵ مین اسطرح مذکور ہے [illegible] جابر وعن ابی جعفر قال سئلۃ تفسیر هذه الآیۃ قال تفسیرها [illegible] بالباطن ان لکل قرن من هذه الامۃ رسولاً من آل محمد یخرج

الی [illegible] شد الیہم رسول وھم الاولیاء وھم الرسل وامّا قولہ فاذا جاء رسولہم قضی بینہم بالقسط قال معناہ ان الرسل یقضون بالقسط وھم لا یظلمون کما قال اللہ تعالے ۔

بیان لعلہ تاویل بالباطن المراد بالرسول معناہ اللغوی لیشمل الامام والمعنی انہم بمنزلۃ الانبیاء فی الامم السالفۃ فی کل قرن بہم تتم الحجۃ کما ورد ان علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وفسرہم علیہم السلام یعنی جابر نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام آیہ کریمہ مذکورہ سے سوال کیا حضرت نے فرمایا تفسیر باطنی اوسکی یہہ ہے بہ تحقیق کہ واسطے ہر زمانہ کے اس امت سے رسول ہے آل محمد سے باہر آتا ہے طرف قرآن کے کہ وہ اون کی طرف رسول ہے اور یہہ لوگ ہیں اولیا اور یہہ لوگ ہیں رسول علامہ مجلسی جو قدوۃ المحققین اور خاتم المحدثین ہیں اسلئے ہیں وہ فرماتے ہیں المراد بالرسول معناہ اللغوی لیشمل الامام یعنے یہان مراد رسول سے معنی لغوی ہے جو شامل ہے امام کو معنی لغوی رسول کے ارسال کنندہ ہے ۔ آیہ کریمہ مذکورہ کی تفسیر ہیں جو امام علیہ السلام نے فرمایا ھم الرسل وہی لوگ رسول ہیں یا رسول ہیں اس معنی سے کہ بہ تحقیق ائمہ ہدیٰ بمنزل انبیاء ہیں جیسا کہ آنحضرت سے وارد ہوا کہ بہ تحقیق علماء میری امت کے مانند انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں علماء سے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام تفسیر کئے گئے ہیں پس آیہ مذکورہ لکل امۃ رسول الخ سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ مراد رسول سے امام دوازدہم

ہین کیونکہ وہ جناب جب ظہور فرماینگے تو زمین کو عدل سے بھر دین گے
اور امام دوازدہم رسول حقیقی اور رسول معلی صطلاحی ہین یہ تاویلات
باردہ اور اختراعات فاسدہ خیالیہ کو جب کتب تفاسیر و احادیث کے طرف
رجوع کرتے ہین تو ہمارے خیالات ذہنیہ المتعلم ھباءً منثورًا ہوجاتے
ہین جیساکہ علامہ مجلسی کی تحریر سے ہمارا خیال فاسد ہوگیا

(آیت نمبر ۹ سورۂ آل عمران)

فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا
ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین =

یعنے جو کوئی اس بارہ (عیسیٰ کے باب مین) مین تجہہ سے جھگڑا کرے
بعد اس کے کہ اوسکا علم حاصل ہوگیا ہے تو کہدے اون نصاریٰ سے
کہ آؤ ہم اپنے بیٹونکو بلائین تم اپنے بیٹیون کو بلاؤ ہین ہم اپنی عورتونکو بلائین تم اپنی عورتونکو طلب کرو ہم اپنے نفسونکو بلائین تم اپنے
نفسونکو بلالو پھر ہم مباہلہ کرین اور جھوٹون پر خدا کی لعنت کرین اس
آیۂ وافی ہدایہ کا قصہ نہایت معروف و مشہور ہے جب کہ مباہلہ
مقرر ہوگیا اور وقت حاضری اور بارگاہ مقدس جناب اقدس الہی
قریب ہوا تو آپ نے کسی کو اس معرکہ عظیم کے قابل نہ پایا ۔
اور اون لوگونکو منتخب کرلیا جو بارگاہ ایزدی سے برگزیدہ گی کا
تمغہ لائے تھے یعنے علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام
کو ہمراہ لے گئے = اس آیہ مجیدہ سے انوار خمسہ تجلی یعنے

جناب امیر و حضرت صدیقہ طاہرہ و جناب حسنین علیہم السلام بدرجہ کمال ظاہر ہوتی ہے کیونکہ بحکم خدا موافق آیہ مذکورہ کے جناب امیر علیہ السلام نفس رسول ہوئے اور یہ ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا سب اہل عالم سے افضل ہیں نفس رسول بھی سب اہل عالم سے افضل ہوا پس یہ فضیلت از روئے قرآن آپکی ایسی ثابت ہے کہ اور کیلیے نہیں ہے ۔ حضرت علیؑ کے نفس رسول ہونے سے ہم یہ خیال نہ کریں کہ جناب امیر علیہ السلام آنحضرت سے من جمیع الوجوہ مساوی ہیں بدون تفاوت حتی نبوت ورسالت میں کیونکہ خداوند عالم نے آیہ مذکورہ میں نبوت ورسالت کو استثناء نہیں فرمائی اگر استثناء مقصود ہوتا تو مطابق و موافق اپنی مراد کے لفظ ارشاد فرماتا یہاں یہ بات سمجھنی چاہیے کہ یہ مقام مقام مباہلہ ہے باہم دیگر بددعا کرنے کا مقام ہے ۔ اور استثنا مقام التباس و اشتباہ میں کیا جاتا ہے جو کلام سابق سے ناشی ہوتا ہے جیسا کہ حدیث منزلت یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون الخ میں آنحضرت نے جناب امیرؑ کو نبوت سے استثنا فرمایا کیونکہ حضرت ہارون علاوہ جمیع مراتب کے مرتبہ نبوت بھی رکھتے تھے اگر آنحضرت نبوت کو مستثنیٰ نہ فرماتے تو یقیناً یہ بات ثابت ہو جاتی کہ مثل جناب ہارون حضرت امیر بھی علاوہ دیگر مراتب کے نبوت بھی رکھتے ہیں از بسکہ نبوت جناب ختمی مرتبت پر ختم ہو چکی ہے اور کوئی نبی قیامت تک ہونیوالا نہ تھا لہذا آنحضرت نے نبوت کو جناب امیر سے استثنا فرمایا ہے پس یہ مقام مقام استثنا ہے نہ مقام مباہلہ ۔ جاننا چاہیے کہ جناب امیر المومنین معصومیت اور دیگر شرائط امامت میں اور خلقت اور حقیقت اور خدانیت میں آنحضرت

سے مساوی ہین اور عدم نبوت و رسالت قادح اس مساوات کے نہین ہ
وفھموا وحفظو ؛

(آیہ نمبر ۱ سورہ بقر)

ماننسخ من آیۃ اوننسھا نات بخیر منھا او مثلھا الم تعلم ان اللہ علی کل شیٔ قدیر ؛ یعنے ہم کسی آیت کو منسوخ نہین کرتے نہ بھلاتے ہین جبتک کہ اوس سے بہتر یا ویسی ہی نازل نہ کردین کیا تمکو علم نہین کہ خدا ہر شئے پر قادر ہے ؛ اس آیہ کریمہ کی تفسیر مین مرقوم ہے کہ عمر ابن زید نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول کا مطلب دریافت کیا ماننسخ من آیۃ ؛ یعنے ہم کسی آیت کو منسوخ نہین کرتے اور نہ بھلاتے ہین جبتک کہ اوس سے بہتر یا ویسی ہی نازل نہ کردین حضرت نے فرمایا یون نہین ہے اگر خدا کسی آیت کو منسوخ کرتا اور ویسی ہی بدلے مین لاتا تو پھر منسوخ ہی کیون فرماتا ؛ بخیر منھا او مثلھا مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین الف و او ہرگز نہین ہے ؛ بلکہ بخیر منھا ومثلھا ہے ؛ اس آیہ کریمہ مین لفظ آیت سے مراد امام ہے ۔ مطلب یہ کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ہم کسی امام کو اس دنیا سے اس لئے نہین اوٹھاتے کہ ذکر اوس کا فراموش ہو جائے بلکہ اوٹھانے سے پہلے اوس کے صلب سے ایک خیر پیدا کر دیتے ہین جو اوس کے مثل امام ہوتا ہے ؛ اور نیز آیہ والذین ھم آیتنا غافلون مین جناب امیر علیہ السلام مراد ہین

علیہ السلام سابع بحار صفحہ ۴۳ سطر ۱۹ مین آیہ ماننسخ مین لفظ

اور آیہ مذکورہ آتینا جو سورہ یونس مین ہے مراد جناب امیر المومنین اور
دیگر ائمہ ہدیٰ ہین چنانچہ علامہ مجلسی فرماتے ہین و الدلیل علی ذلک
قول امیر المومنین ما للہ آیۃ اکبر منی یعنے دلیل اس پر قول
جناب امیر المومنین علیہ السلام ہے کہ نہین ہے کوئی آیت واسطے اللہ
کے بزرگتر مجھسے ۔ آیہ ما ننسخ الخ مین جو لفظ آیت ہے اوس سے
یہ خیال نہ کرین کہ حضرت رسالتمآب بھی ایک آیت ہین آیات خدا سے
اور حضرت علی بھی آیت ہین پس جب خداوند عالم نے آنحضرت کو اس
دنیا سے اوٹھا لیا تو بموجب آیہ ما ننسخ تا آخر حضرت علی کو پیدا فرمایا اور
بنابر معنی آیت مذکورہ حضرت امیر المومنین معاذ اللہ حضرت رسول سے
افضل اور مساوی ہین اسطرح کا معنی کرنا تفسیر بالرائے مین داخل ہے
اور جو اوس کا نتیجہ ہے وہ ظاہر ہے کیونکہ حضرت رسول سے افضل اور
کوئی بھی نہین ہے ۔ اور نہ کوئی من جمیع الوجوہ مساوی ہوسکتا ہی ہان
بعد آنحضرت جو کچھ مرتبہ اور فضیلت ہے وہ جناب ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کیلئے
ہے جیسا کہ تفسیر صافی سورہ بقر صفحہ ۱۹ مین مرقوم ہے کہ فرمایا
جناب رسول خدا نے فضلنی علی جمیع الانبیاء والمرسلین وا
لفضل بعدی لک یا علی و الائمۃ من بعدک یعنے آنحضرت
فرماتے ہین کہ فضیلت دی مجھکو خدا تعالے نے جمیع انبیاء و مرسلین
پر اور فضیلت میرے بعد واسطے تیرے ہے یا علی اور بعد تیرے واسطے
ائمہ کے ہے پس اس سے آنحضرت کی فضیلت جمیع انبیاء و مرسلین پر ثابت
اور نیز اسی ارشاد سے ثابت ہوا کہ آنحضرت اپنی اہلبیت سے بھی افضل
ہین ۔ اگر ہونا ہی چاہیے ۔ بلکہ اہلبیت علیہم السلام کو شرف و کرامت

حاصل ہے وہ آنحضرت نبی کے سبب سے ہے جیسا کہ جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم وفضائلہم کے صفحہ ۱۶ میں یہہ عبارت ہے کہ عن ابی جعفر ابن محمد ابن علی علیہم السلام انہ قال ایہا الناس ان اہلبیت بنبیکم شرفہم اللہ تعالیٰ امتہ یعنے جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اے گروہ مردم بہ تحقیق کہ خداوند عالم نے شرف دیا تمہارے نبیؐ کے اہلبیت کو بسبب نبی کی نبی کے اس حدیث معصوم سے فضیلت آنحضرت کی اہلبیت علیہم السلام پر اوضح واضحات وابدہ بدیہیات سے تاملوا وتدبروا

(آیۃ تطہیر از سورہ احزاب)

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا یعنے بجز اس کے نہیں ہے کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہہ کہ دور کرے تم سے رجس کو اے اہلبیت نبوت اور پاک کرے تمکو جو حق پاک کرنے کا ہے یہہ آیہ تطہیر پنجتن نجبا یعنے حضرت محمد مصطفےٰ وعلی مرتضیٰ وفاطمہ زہرا وحسن مجتبیٰ وحسین سید الشہدا علیہم الآف التحیۃ والثنا کی نازل ہوئی ہے اسی پر جملہ مفسرین وعلمائے دین متین کا اتفاق ہے جاننا چاہئے کہ آیہ تطہیر حق اہلبیت کو بشرف حضرت رسالت پناہ خداوند عالم نے تاکید متعددہ موکد گردانا ہے اول لفظ انما کہ لفظ حصر ہے دوم لام تاکید یہ بیچ ہے سوم مفاد اوس کا کہ ازباب ہے دلالت مطابقی ازالہ رجس پر بالمرۃ رکھتی ہے چہارم اتیان بہ ہیات صیغہ کہ دلالت نفی جمیع جزئیات پر رکھتی ہے پنجم لفظ عنکم دلالت شدت

اہتمام پیر کرتا ہے دگر نہ بجائے اس کے عن اہل البیت تا بت کفایت کرتا ششم تعبیران کے بخطاب اہلبیتؑ وعدم ذکر اسامی مقدسہ خمسہ نجبا تعظیما ہفتم ندا بر وجہ اختصاص ہشتم تاکید بلفظ یطہر جو جمیع ارجاس وادناس کی تنزیہ پیر کرتی ہے نہم تاکید بر تاکید تطہیر مصدر سے جو تطہیرا مفعول مطلق واقع ہے اس آیت عالی رایت سے ثابت ہے کہ خمسہ نجبا جمیع ارجاس وادناس سے معصوم اور پاک وپاکیزہ ہین پس یہ بزرگوار جنکی عصمت کیلئے نص فرمائین وہ بہی معصوم ہین قیاساً علی نداجناب امام زین العابدین علیہ السلام سے تا جناب صاحب الامر علیہ السلام ائمہ معصوم ہین آنحضرت اور جناب فاطمۃ الزہرا اور ائمہ اثنا عشر علیہم السلام سب کی سب معصومیت مین مساوی ہین کیونکہ جیسی عصمت نبی کیلئے شرط ہے ایسی ہی امام کیلئے تحقیق تر ہے کہ آیہ تطہیر مین جو لفظ رجس ہے معنی اوس کا لغت مین پلیدی وعقوبت وخشم ہے اور تفاسیر مین مراد اوس سے ناپاکی باطنی ہے کہ وہ معاصی صغیرہ وکبیرہ ہین جیسا کہ تفسیر عمدۃ البیان مین لکہا ہے اور تفسیر کبیر مین مرقوم ہے کہ لیجائے تمسے ناپاکی کو یعنے دور کرے تم کبیرہ سے گناہون کو اور تفسیر نیشاپوری مین لکہا ہے کہ بیان استعارہ کیا ہے واسطے گناہون کے ناپاکی کو اور واسطے تقوی کے تطہیر کو اور مجمل جو کتاب لغت ہے اوس مین لکہا ہے کہ تطہیر کے معنی پاک کرنا ہے ہر گناہ سے اور بدی سے اور راغب اصفہانی نے لکہا ہے کہ تطہیر جسمانی ہین اور اخلاق اور افعال سب مین کہی جاتی ہے یہ معنی رجس وطہارت کی جو مذکور

ہوئی از روئے لغت مذکور واصطلاح وتفاسیر مفسرین کی نفی نہ فرضی
مثل اوس کے کہ جہل وعجز اقسام رجس سے ہی حق تعالے نے
ان سے دور کیا اور علم وقدرت اقسام طہارت سے ہے اون کو
عطا فرمایا حالانکہ رجس کا معنی نہ جہل وعجز ہے اور نہ طہارت کا معنی
علم وقدرت ہے پس رجس وطہارت کے اس فرضی معنی سے
یہہ خیال نہ کیا جائے کہ ذوات مقدسہ پنجتن پاک علیہم السلام مین
ناداشتگی کسی چیز کی ہرچند وہ چیز نبوت ورسالت ہو فطرۃً وتخلیقا
وتکوینا نہین ہے پس یہہ دلیل مساوات مستلزم مراتب اربعہ ولایت
وامامت ونبوت ورسالت ہے ورنہ مساوات ساتھہ آنحضرت کے
بے معنی ہے ایسا خیال کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ معصوم وہی ہے
جسمین ناداشتگی کسی چیز کی فطرۃً وتخلیقاً وتکوینا ہو نظر برین لازم
آتا ہے کہ جمیع ملائکہ وانبیا واوصیا علیہم السلام کو بہی مراتب اربعہ
نبوت ورسالت ونبوت وامامت حاصل ہون کیونکہ وہ معصوم ہین
اور آنحضرت سے اس صفت عصمت مین مساوی ہین اگر ملائکہ اور دیگر انبیا
واوصیا مین مراتب اربعہ مذکورہ نہوان تو اونمین عصمت متحقق نہوگی
حالانکہ ان مین از روئے احادیث وغیرہ عصمت محقق ہے اور نیز جہل
وعجز کو اقسام رجس سے اور علم وقدرت کو اقسام طہارت سے خیال
کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ملائکہ اور انبیا اور اوصیا معصوم نہیں ہین
کیونکہ تمہارے معنی کے بموجب معصوم تو وہی ہے کہ جسمین ناداشتگی
کسی چیز کی تکوینا وتخلیقاً وفطرۃً ہو اور یہہ امر کتب احادیث سے
ثابت نہین کہ ملائکہ نے بہی نور مقدس محمدی سے تعلیم تسبیح جناب اقدس

الہی پائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ملائکہ فطرۃً و تخلیقاً و تکویناً عالم نہ تھے
جب تکویناً عالم نہ تھے پس جہل لازم آیا اور جہل و عجز اقسام رجس سے
خیال کیا گیا ہے فلہذا ملائکہ معصوم نہ ہوئے فضلاً علیہ قرآن مجید
مین خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم
علی الملائکۃ فقال انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صادقین
قالو سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
یعنے اللہ نے آدم کو سب اسماء سکہائے پھر اون کو فرشتون کے روبرو
پیش کر کے کہا کہ ان اشیاء کے نام بتلاؤ اگر تم سچے ہو وہ بولے
تیری ذات پاک ہے ہمین کچھ علم نہین ہے مگر جتنا کہ تو نے ہمین سکہایا
اس سے صاف ملائکہ کا جہل و عجز ظاہر ہوتا ہے اور جہل و عجز بنابر
بیان ذوین اقسام رجس سے ہے پھر کہاں ملائکہ رجس سے پاک ہوئے اور
کیونکر معصوم ہوئے۔ حالانکہ ملائکہ معصوم ہین قطعاً انبیاء و اوصیاء کی عصمت
مین بہی کلام پیدا ہوتا ہے کیونکہ تخیلاً معصوم وہی سمجہا گیا ہی کہ جسمین کسی
چیز کی نادانستگی تخلیقاً وغیرہ نہو پس یہ امر کفلق الصبح روشن ہے
کہ جو علم خدا نے محمد و آل محمد کو عطا ہوا وہ اور انبیاء و اوصیاء کو نہین
عطا ہوا چنانچہ کتاب عین الحیات مطبوعہ نولکشور ۹۲ سنہ مین علامۂ
مجلسی تحریر فرماتے ہین جسکی یہ عبارت ہے السیف تمارم دیست
کہ حضرت صادق فرمود اگر من درمیان موسیٰ و خضر میبودم ایشان
را خبر میدادم کہ از ہر دو داناترم و علے چند بایشان میگفتم کہ ایشان
نمیدانستند زیرا کہ ایشان علم گذشتہ را میدانستند و علم آیندہ را
نمیدانستند و ما میدانیم علم گذشتہ و آیندہ را تا روز قیامت و انہ

پیغمبر
بما میراث رسیدہ است یعنے سیف تمار سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صادق
نے کہ اگر میں درمیان موسیٰ و خضر کے ہوتا تو اون کو خبر دیتا اس لئے
کہ دونوں سے میں داناتر ہوں اور چند علم اونکو کہتا کہ وہ خبر نہیں رکہتے
ہیں وہ علم گذشتہ کو جانتے تھے اور علم آئندہ کو نہیں جانتے تہے
اور ہم علم گذشتہ و آئندہ کو جانتے ہیں تا روز قیامت اور پیغمبر سے
ہم کو میراث پہنچی ہے اس حدیث سے حضرت موسیٰ و خضر کی
نادانستگی علم آئندہ سے مثل آفتاب روشن ہوتی ہے جب
نادانستگی ثابت ہوئی تو پھر موسیٰ وغیرہ کا معصوم ہونا کیسا کیونکہ معصوم
تو وہی ہے جسمیں کسی چیز کی نادانستگی فطرتاً وتکوینیاً و تخلیقاً ہو
اور نیز کتاب مذکور صفحہ مذکور کی سطر ۱۳ میں علامہ مجلسی تحریر کرتے ہیں
کہ حضرت صادق سے مجلسی بسند روایت کی ہے کہ خلاصہ جسکا یہ ہے
کہ خدا نے حضرت عیسیٰ کو دو اسم اعظم تعلیم فرمائے ہیں اور حضرت
موسیٰ کو چار اور حضرت کو ابراہیم کو اٹھہ اور حضرت نوح کو پندرہ اور حضرت
آدم کو پچیس اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سبکی
تعلیم فرمائی ہے بدرستیکہ اسمار اعظم الٰہی تہتر ہیں الکتر آنحضرت کو
تعلیم فرمائے اور ایک اسم اعظم کسی کو نہیں تعلیم فرمایا اس ایک
اسم اعظم کے عالم خود پیغمبر خدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہی نہیں
ہیں اس حدیث صادق سے بمقابل حضرت محمد مصطفےٰ کے اور انبیا
کا غیر عالم ہونا اور نادانستگی اونکی صاف طور سے ثابت ہوئی پھر
کہاں معاذ اللہ انبیار عیب سے پاک ہو کیونکہ معنی رجس نقص وہی ہے کہ

جسمین نادانستگی کسی چیز کی تکوینا و تخلیقاً و فطرۃ نہو تو بنا بر علی ہذا انبیا کے مذکور غیر معصوم ہوے اور بہتیر اسمار اعظم سے اکثر اسمار اعظم خداوند عالم جناب محمد و آل محمد علیہ السلام کو تعلیم فرمائے اور ایک اسم اعظم کسی کو تعلیم نہین ہوا ایس اس اسم اعظم سے جناب محمد و آل محمد بھی غیر عالم ہوے جب غیر عالم ہوے تو نادانستگی اوس سے صراحۃ ثابت ہوی پس نظر کرتے اوس معنی رجس کے جسکو ہمارے ذہن ناقص نے اختراع کیا تہا عصمت جناب محمد و آل محمد علیہم السلام مین معاذ اللہ کیسا رخنہ عظیم پڑ گیا حالانکہ ملائکہ اور جمیع انبیا معصوم ہین اور جناب محمد و آل محمد علیہم السلام کو خداوند عالم نے ایسا پاک و پاکیزہ فرمایا جو حق تہا جسپر معقول مطلق تطہیراً دال ہے مگر افسوس ہمارے عقل سلیم و فہم مستقیم نے رجس و طہارت مین خلاف تفاسیر و احادیث معنی پیدا کر کے ملائکہ اور جمیع انبیا و اوصیا و جناب محمد و آل محمد علیہم السلام کو غیر معصوم ثابت کر دیا نعوذ باللہ من ذلک المعنی و من ذلک الاعتقاد ؛

اور نیز اس مقام مین یہہ خیال کیا جاتا ہے علامہ حلی نے کتاب باب حادی عشر مین انہ مساوٍ للنبیؐ لکہا ہے اس سے مقصود علامہ کا مساوات مراتب اربعہ مین ہے یہہ خیال بہی درست نہین کیونکہ عدم نبوت و رسالت مستلزم عدم مساوات بعضے صفات کی نہین ہے مثل عصمت و دیگر شرائط امام جو مثل شرائط نبوت ہین و اسی لحاظ سے علامہ موصوف نے انہ مساوٍ للنبیؐ جناب امیر کے باب مین فرمایا ہے چنانچہ اسی جملہ کے سطر بالا مین تحریر فرماتے ہین انہ افضل الناس بعد رسول اللہ یعنے جناب امیر افضل ہین جمیع ناس سے بعد رسول کے اور مساوات کو بدلیل آیہ مباہلہ انفسنا ثابت ہے اور نفس رسول ہونیکے باب مین فرماتے ہین لانہ

انہ لیس المراد بہ ان نفسہ لبطلان الاتحاد فیکون المراد انہ مثلہ ومساویہ یعنے مراد نفس سے عین نفس رسول نہین واسطے باطل ہونے اتحاد کے اتحاد یعنے دو شے کا ایک ہو جانا لیس مراد نفس سے مثل نبی اور مساوی نبی کے ہو جاتا ہے یعنے جیسے نبی معصوم اور پاک ہین ویسے ہی جناب امیر معصوم ہین اور دیگر شرائط امامت مین مثل نبی ہین اور ان شرائط مین مساوی نبی ہین اگر جناب علامہ حلی کا مقصود مساوی لنبی لینے سے اجتماع نبوت ورسالت وولایت وامامت ہوتا تو اپنی کتاب باب حادی عشر مطبوعہ نول کشور مین اسی جلد کے پانچ ورق قبل صفحہ ۲۹ سطر ۳ فصل خامس فی النبوۃ مین یہ کیون تحریر فرماتے النبی ھو الانسان المخبر عن اللہ تعالی بغیر واسطۃ احد من البشر یعنے نبی وہ انسان ہے جو خبر دینیوالا ہے منجانب خدا تعالی بغیر واسطہ بشر کے اگر مقصود علامہ کا مساوی لنبی سے مراتب اربعہ مذکورہ ہوتا تو تعریف نبی سے جو مذکور ہوئی خود علامہ کے قول کی تردید لازم آتی ہے۔ اور فاضل مقداد شارح باب حادی عشر نے جو یہ فرمایا ہے کہ ان التعریف ینطبق علی النبوۃ یعنے تعریف امامت منطبق ہوتی ہے تعریف نبوت پر۔ تعریف امامت تعریف نبوت پر منطبق ہونے سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ ائمہ ہدی علیہم السلام انبیا ورسل ہین۔ اگر شارح موصوف کا بھی یہ ہی مقصود ہوتا تو یہ بزرگوار بھی اپنے قول کی تردید آپ ہی نفرماتے جیسا کہ کتاب باب حادی عشر صفحہ ۳۳ سطر ۱۵ فصل خامس فی الامامت مین ماتن نے جو امامت کی یہ تعریف کی ہے الامامۃ ریاسۃ عامۃ فی امور الدین والدنیا لشخص من الاشخاص نیابۃ عن النبی اسکی شرح مین فاضل مقداد

رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہین اقول ہذا بحث وھو بحث الامامۃ من توابع النبوۃ وفروعھا الامامۃ ریاسۃ عامۃ فی امور الدین والدنیا جناب فاضل موصوف کی اس شرح سے کفلق الصبح روشن ہے کہ بحث امامت توابع نبوت اور فروع نبوت سے ہی اور نبوت اصل ہے اور امامت اوسکی فرع ہے اور نبوت متبوع اور امامت تابع ہے پس جو فرق اصل و فرع اور تابع و متبوع مین ہے ارباب بصیرت پر خوب روشن ہے اور نیز شارح موصوف ماتن ممدوح کے قول اول کی شرح ایسی فرماتے جو کتاب باب حادی عشر ص ۲۹ سطر ۴ تعریف نبوت مین کی ہے وہ یہ ہے۔

النبی ہو الانسان المخبر عن اللہ تعالی بغیر واسطۃ احد من البشر شارح فرماتے ہین فبقید الانسان یخرج الملک ولقید المخبر عن اللہ تعالی یخرج المخبر عن غیرہ ولقید عدم واسطۃ البشر یخرج الامام والعالم فانھا المخبران عن اللہ تعالی بواسطۃ النبی یعنے جناب فاضل مقداد فرماتے ہین کہ قید انسان سے ملک خارج ہوتا ہے اور قید مخبر عن اللہ تعالے سے مخبر عن غیرہ خارج ہوتا ہے اور قید بغیر واسطہ احد من البشر سے امام اور عالم خارج ہوتے ہین بدرستیکہ وہ دونون مخبر عن اللہ تعالے بواسطہ نبی ہین مخفی نرہے کہ جو بزرگوار ایسی شرح فرمائے اوسکا مقصود ان التعریف ینطبق علی النبوت کہنے سے امام کو نبی جاننے کا کیونکر ہوسکتا ہے ہان مطلب شارح کا یہ ہے کہ نبوت بہی ریاست عامہ ہے امور دین اور دنیا مین پس یہہ تعریف امامت بے شبہ تعریف نبوت پر منطبق ہوتی ہے اور اسی تعریف امامت کی رو سے شارح فاضل نے فرمایا ہے کہ نبوت نیز امامت ہے بقولہ

تعالے انی جاعلک للناس اماماً او نیز اسیطرح تفسیر ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ مین مرقوم ہے نیہ کہ آیہ مذکورہ مین لفظ امام سے نبوت مراد ہے ان تمام بیانات جناب علامہ حلی و جناب فاضل مقداد رحمہما اللہ سے مثل آفتاب نصف النہار روشن ہوتا ہے کہ جناب ایمہ ہدیٰ علیہم السلام نہ انبیا ہین نہ رسل وا فہموا حفظوا ۔

(آیت نمبر ۱۲ سورہ مائدہ)

انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکوۃ وھم راکعون یعنے بجز اسکے نہین ہے کہ ولی تمہارا اللہ ہے اور اوسکا رسول ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین ایسے لوگ کہ جو نماز کو قایم رکھتے ہین اور زکوۃ کو دیتے ہین حالت رکوع مین یہ آیت والی رایت اصل عقیدہ دین خدا کی تعلیم دیتی ہے وہ یہ کہ تمہارے ولی یا حاکم یا امیر جس کے حکم کی تعمیل تم پر واجب ہے اور وہ حاکم یا ولی اور امیر تین ہین اس آیہ کریمہ مین جو لفظ ولی ہے مفسرین نے اس کے کئی معانی بیان کئے ہین مثل محب و ناصر و اولی بالتصرف کے مگر بمقتضائے لفظ انما یہان معنی ولی کا اولی بالتصرف ہے اور اسی معنی سے باقی گیارہ اماموں کو بھی ولایت یکے بعد دیگرے حاصل ہے آیہ کریمہ سے بخوبی ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جیسا اللہ جل ذکرہ اولی بالتصرف ہے اسیطرح جناب رسالتمآب اور جناب امیر علیہما السلام بلا فرق اولی بالتصرف ہین مگر بنظر تعمق دیکھا جائے تو ان ہرسہ ولایتون مین فرق بیّن ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ خدا تعالے بالذات اولی بالتصرف ہے اور آنحضرت بالتبع اور اسیطرح

آنحضرت اور جناب امیر کے اولی بالتصرف ہونے مین بہی فرق ہے آنحضرت حاکم اور متبوع اور جناب امیر محکوم و تابع ہین بنا بر اسکے جناب امیر کی تابعیت پر سورہ یوسف کی یہہ آیت قرآنی ناطق ہے یہہ آیت قل ہذا سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنے کہدے اے رسول کہ یہہ میرا راستہ ہے کہ جسمین خدا کے طرف بلاتا ہون اور مین اور میری متابعت کرنیوالا بصیرت اور روشنی پر قائم ہے اور ظاہر ہے کہ جناب امیر سے زیادہ کسی نے رسول کی اطاعت اور پیروی نہین کی - چنانچہ جناب امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہین قسم خدا کی نہین متابعت کی رسول کی مگر علی نے مگر اوس وقت سن اوس جناب کا نو سال کا تہا اور نیز یہہ آیت سورہ انفال کی جناب امیر کی متابعت پر دلالت کرتی ہے یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین یعنے اے رسول کافی ہے تجہکو خدا اور مومنین مین سے وہ شخص جو تیرا اتبع ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین سے تفسیر مین اسکی فرمایا کہ یہہ آیت شان جناب امیر علیہ السلام مین نازل ہوئی پس ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ جناب امیر محکوم اور تابع آنحضرت ہین پس جو فرق درمیان حاکم و محکوم و تابع و متبوع ہے وہ ارباب دانش و بینش پر کالشمس فی النہار روشن ہے = اور نیز یہہ خیال نہ کیا جائے کہ یہہ صفت اولی بالتصرف مخصوص خدا ہے اور اس صفت کو خدا تعالے نے مخصوص نبی فرمایا اور اسی صفت کو واسطے حضرت علی کے ذکر فرمایا ہے پس کوئی فرق نبی و علی مین نہین ہے بموجب اس خیال کے کہ حضرت علی نبی کی اوس صفت مخصوصہ سے جو مخصوص خدا ہے متصف ہونے سے نبی ہین پھر نبی کو بہی معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد خدا کی اس صفت خاص

ہین شریک ہونیسے ہم کیا خیال کرین آگے مقام شرک ہے ارباب عقول نتیجہ اس شکل کا نکال سکتے ہین اوراسی قبیل سے سورہ نساء مین آیہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ہے اور نیز دوسرے مقام مین ارشاد ہوتا ہے من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ یعنے جو شخص اطاعت کرے رسول کی بدرستیکہ اوس نے اطاعت کی اللہ کی اس آیہ کریمہ مین اطاعت رسول و و اطاعت خدا دونون مساوی ہین پس اس مساوات سے کیا حضرت رسول کو ہم اور کچھہ خیال کر سکتے ہین استغفر اللہ نعوذ باللہ

جسطرح آیہ مجیدہ مذکورہ فضیلت و وصایت وامامت جناب امیر علیہ السلام پر دلالت کرتی ہے اسیطرح یہہ حدیث بھی فضیلت و امامت پر اوس جناب کے دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا علی خیر البشر من ابی فقد کفر۔ یعنے علی بہترین بشر ہے جسنے انکار کیا بدرستیکہ وہ کافر ہوا اس سے یہہ خیال نہ کرین کہ حضرت رسول اولی بالتصرف ہین اور بہترین بشر ہین اور علی بھی موافق حدیث مذکور بہترین بشر ہین پس حضرت علی بھی رسول ہین اگر بوجہہ بہترین بشر ہونے حضرت علی کے ہم حضرت علی کو رسول خیال کرین تو یہہ خیال درست نہوگا اس لیے کہ جتنے اوصیا ہین اونکو مثل انبیاء تمام امت سے بہتر ہی ہونا چاہیے یہہ ضرور نہین کہ جو امام امت سے بہتر ہو تو وہ رسول ہی ہو کیا وصی رسول اور امام کو بہتر ہونا نہ چاہیے ضرور چاہیے کیونکہ من جملہ شرائط امامت کے یہہ بھی ہے کہ امام افضل ہو تمام امت سے ورنہ ترجیح بلا مرجح اور تفضیل مفضول لازم آئیگی اور یہہ عند العقل جائز نہین فہمعوا واحفظوا ؂

(آیت نمبر ۱۳ سورہ احزاب)

النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجھم امھاتھم واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمھاجرین یعنے نبی اولی بالتصرف ہے مومنین کی جانون سے اور ازواج بمنزل ماؤن کے ہین انکی ؛

عہد سابق مین یہ محاورہ تھا کہ ——— مین کہ اپنے ولی نعمت کو کمال عزت اور تعظیم کے لحاظ سے باپ کہتے تھے کیونکہ باپ سے زیادہ کوئی مکرم ہو نہین سکتا آنحضرت تو اشرف الانبیاء بلکہ اشرف الناس بلکہ اشرف المخلوقات ہین جسقدر آپ کی تعظیم کیجائے بجا ہے اور تعظیم کا لفظ باپ کے لفظ سے زیادہ کوئی مل نہین سکتا ہماری زبان مین آج تک مشہور ہی کہ مین آپ کو بجائے باپ کے سمجھتا ہون ۔ تفسیر مین بھی یہی ہے کہ آنحضرت دین و دنیا مین امت کے باپ ہین اور آنحضرت نے فرمایا کہ مین اور علی دونون باپ ہین اس امت کے گو علی نبی نہین مگر امام اور وصی نبی اور ہادی امت تو ضرور ہین اور کار نبی کو برابر انجام دینے والے ہین ۔ آیہ کریمہ مذکورہ مین جو ارشاد ہوا کہ نبی اولی ہے مومنین کی جانون سے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت جناب امیر اور دیگر ایمہ ہدیٰ علیہم السلام کے نفوس قدسیہ بھی اولی ہین کیونکہ مومنین مین حضرت علی اور ایمہ اطہار بھی داخل ہین اور خود جناب امیر المومنین اور دیگر ایمہ معصومین آنحضرت کو اپنی جانون سے اولی جانتے ہین ۔ اگر جناب امیر المومنین آنحضرت کو اپنی جان پاک سے اولی نہ سمجھتے تو آنحضرت پر سے اپنی جان نثار کر نیکیلیے

شب ہجرت آنحضرت کے فرش خواب پر آرام نفرماتے ہیں واقعہ شب ہجرت اس پر حجت ساطع وبرہان قاطع ہے ؛

جاننا چاہیے کہ جناب امیر مظہر کمال صفات الٰہیہ ہین اور بعد حضرت اولی بالتصرف ہین اس سے ہم یہ نہ سمجھین کہ ایسے شخص کو رسول کہتے ہین اور حضرت بھی رسول ہین کیونکہ اگر ایسا ہی ہو تو لازم آتا ہے کہ جتنے رسل گذرے ہین سبکو وہی ولایت حاصل ہو اور نیز حدیث من کنت مولاہ سے یہ خیال کرنا بھی صحیح نہین کہ علت مولائیت حضرت محمدؐ کی نبی ہونا ہے اور معلولیت اوسکی اولی بالتصرف ہونا ہے اس لیے کہ علت مولائیت آنحضرت کی اگر نبی ہونا ہے تو پس تمام انبیاء کو وہی ولایت جو آیۂ انما ولیکم اللہ الخ مین مذکور ہے حاصل ہوگی اور یہ صفت ولایت مختص بذات مقدس جناب اقدس الٰہی و مختص بذات مبارک جناب رسالتمآب وجناب امیر المومنین علیہما السلام نہ ہوگی بلکہ مشترک تمام افراد انبیاء مین ہوگی حالانکہ یہ صفت ولایت مختص بذات مقدس جناب اقدس الٰہی ومختص بذات جناب ختمی مرتبت وشاہ ولایت قبل اس کے ثابت کی گئی ہے وافہموا واحفظوا ؛

(آیت نمبر۱۴ سورہ احزاب)

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ یعنے کہہ تو اے محمد امت کو کہ نہین سوال کرتا ہون مین تمسے اوپر پہنچانے احکام خدا کے مزدوری کو مگر طلب کرتا ہون مین دوستی کو قرابتون مین اپنے جملہ مفسرین لکھتے ہین کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ قریب آپ کے کون ہین جنکی دوستی ہم پر واجب ہے فرمایا وہ علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ

وحسنین علیہم السلام ہیں اس مقام میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آل محمد بوجہ
وحدت باطنی مساوات ظاہری یعنے ولایت وامامت کے سوا نبوت ورسالت
بھی رکھتے ہیں علاوہ بریں اگر قربی غیر پیغمبر ہوتے تو ان سے بھی سوال
مودت بعوض اجرت تبلیغ رسالت ہوتا اور یہ کوئی معنی نہیں کہ پیغمبر خدمت
تبلیغ رسالت کرے اور امت سے اجرت لیوے اور قربی سے اجرت نہ لیوے
حالانکہ تبلیغ رسالت قربی اور امت ہر دو کو ہوئی ہے پس مامور ہونا حضرت
محمد کا بسوال اجرت امت سے اور مامور نہونا آنحضرت کا بسوال اجرت قربی
سے دلیل وحدت محمد وآل محمد ہے پس قربی بسبب وحدت باطنیہ اور حقیقت
محمدیہ میں داخل ہوئے جیسے ثابت ہوتا ہے کہ آل محمد رسول ہیں اس خیال کو بنظر
تعمق دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وحدت باطنی مستلزم مساوات ظاہری
نہیں اگر مستلزم ہو تو لازم آتا ہے کہ کل اولاد جناب امیر المومنین مثل جناب
عباس وغیرہ اور نیز جناب امام حسن (اولاد) مثل جناب قاسم وغیرہ اور نیز تمام اولاد امجاد
جناب امام حسین مثل جناب علی (اکبر) وغیرہ علیہم السلام سب کے سب امام ومعصوم
وانبیا ورسل ہو جاتیں بلکہ جملہ سادات اس لئے کہ سبکو آنحضرت سے وحدت
باطنی حاصل ہے بلکہ جملہ شیعہ امام ومعصوم اور نبی ورسول ہوں کیونکہ جناب
امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ شیعتنا خلقوا من فاضل طینتنا وعجنو
من نور ولایتنا یعنے شیعہ ہمارے پیدا کئے گئے ہیں بقیہ طینت سے
ہماری اور خمیر کئے گئے ہیں وہ نور ولایت سے ہمارے اور یہ حدیث تمام
بلاد میں مشہور ومعروف اور زبان زد مومنین وذاکرین ہے پس بنابر
اس حدیث کے تمام محبونکو جناب ائمہ ہدی سے مساوات ہے اور نیز ائمہ
ہدی کو آنحضرت سے مساوات باطنی وظاہری ہے پس نتیجہ اس کا یہ

کہ تمام محبونکو آنحضرت سے مساوات حاصل ہے فلہذا بنا بر خیال مذکور کے
لازم آتا ہے کہ سب محب معاذاللہ انبیاء و رسل ہوں ۔ اور اس خیال کے نسبت
قربی اگر غیر پیغمبر ہوتے تو آنحضرت اون سے بھی سوال مودت فرماتے
کیا معنی ہے کہ امت سے اجرت لیوے اگر قربی سے اجرت نہ لیوے
حالانکہ تبلیغ رسالت ہر دو کو ہوئی ہے یہان یہ بات بھی سمجھنی چاہیئے کہ جب
قربی کو بھی تبلیغ رسالت ہوئی ہے تو اس بیان سے ظاہر ہے کہ قربی
بھی امت مین داخل ہین ۔ عقلا اس بات کو خوب جانتے ہین کہ آنحضرت
قربی سے سوال مودت کیون فرماتے اس لئے کہ آیۂ کریمہ مذکورہ کے
نازل ہونے سے یہی غرض ظاہر ہوتی ہے کہ شرف و اعزاز و اختصاص آل
محمدؐ کا امت پر مثل آفتاب روشن ہو جائے ۔ لاغیر جب ایسا ہو تو پھر آنحضرت
کا آل محمدؐ سے سوال مودت کرنا بیمعنی ہے رہا یہ امر کہ سیزدہ معصومین
علیہم السلام من جمیع الوجوہ حتی نبوت و رسالت مین بسبب وحدت باطنی
اگر آنحضرت سے مساوات نہین رکھتے ہین تو اجرت تبلیغ رسالت چاہیئے
کہ خود حضرت محمدؐ کو دیجائے اس واسطے کہ جو شخص خدمت کرتا ہے اجرت
اوس کا مال ہے پس محبت قربی کو متقابل مین خدمت تبلیغ رسالت کے
اجرت قرار دینا یہ ہیچ وجہ من الوجوہ موافق عدل نہین اس خیال کو اگر ہم
نظر غائر سے دیکھین تو بداھۃ معلوم ہوتا ہے کہ وحدت باطنی من جمیع
جمیع الوجوہ ہرگز لازمہ مساوات ظاہری نہین چنانچہ جمیع ملائکہ باعتبار خلقت
وحقیقت باہمدیگر وحدت باطنی رکھتے ہین مگر مراتب و مناصب مین تفاوت
بین رکھتے ہین جیسے حضرت جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و میکائیل علیہم
السلام جو مراتب و تقرب درگاہ جناب اقدس الٰہی مین رکھتے ہین وہ
اور ملائکہ نہین رکھتے ہین علی ہذا کل انبیاء و رسل باعتبار خلقت وحقیقت

وحدت باطنی رکھتے ہین مگر مراتب و مناصب مین متفاوت جناب ابراہیم ونوح و موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کہ یہ سب پیغمبران الوالعزم ہین اور دیگر انبیاء الوالعزم نہین اسی قسم کی بہت سی نظیرین مل سکتی ہین پس جناب ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہین نبوت و رسالت نہونیسے وحدت باطنی جو آنحضرت سے جناب ائمہ ہدیٰ کو ہے باطل نہین ہوتی جیساکہ ملائکہ وانبیا کی مثال مین ثابت ہوا الحاصل اجرت تبلیغ رسالت جو محبت قربیٰ ہے وہ حقیقت مین محبت حضرت محمد مصطفےٰ ہی کیونکہ قربیٰ یعنے حضرت علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام حضرت محمدؐ کے جگر کے ٹکڑے ہین اور بمنزل روح و جان ہین جیساکہ بمفاد انفسنا وابنائنا و فاطمہ بضعۃ منی سے ظاہر ہے پس اس صورت مین قربیٰ کو اجرت تبلیغ رسالت دینا حقیقت مین حضرت محمدؐ کو اجرت دینا ہے محبت قربیٰ حقیقۃ محبت رسول ہے فبناء علیہ اجرت تبلیغ رسالت محبت قربیٰ کو قرار دینا موافق عدل ہے نہ مخالف عدل قطع نظر اس کے کیا شخص اجیر کی اجرت کو اوسکی اولاد صرف نہین کرسکتی اور کیا اوسکی اجرت مین اولاد شرعاً و عرفاً تصرف کرنیسے منع کیجاتی ہے ہرگز ایسا نہین بلکہ وہ شخص اجیر اپنی ہی اولاد کی خاطر سے محنت و مزدوری کرتا ہے علاوہ برین غور کرنا چاہئے کہ جیسی محبت خلاق عالم کی واجب ہے اور جیسا حق خلاق عالم کا مخلوق پر ہے ایسا کسی کا نہین ہے اور نہ ایسی محبت کسیکی واجب ہے بلکہ جملہ انبیاء و اوصیاء اور جناب محمدؐ و آل محمدؐ سے بھی اسی سبب سے محبت رکھنی لازم ہے کہ یہ بزرگوار ہمارے معبود حقیقی کی حجتین ہین اور واسطہ ہین درمیان خالق و مخلوق کے پس موافق خیال مذکور کے کہ جو خدمت کرے اجرت اوسکا مال ہے فبناء علی ہذا خداوند عالم نے اپنی محبت کو حضرت رسول کی اتباع پر کیون موقوف رکھی جیساکہ ارشاد

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ یعنے کہہ تو اے
محمد اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو پس میری پیروی کرو تا اللہ تمکو
دوست رکھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اتباع رسول عین محبت خداوند
عالم ہے حالانکہ درمیان آنحضرت اور خدا تعالے کے معاذ اللہ کوئی قرابت
نہیں محض بنظر اعزاز و اختصاص آنحضرت حق تعالے نے اپنی محبت کو اتباع
حضرت رسول قرار دی پس اگر آنحضرت کی اجرت تبلیغ رسالت محبت قربی
جو اقرب قرابت داران رسول ہیں قرار دینے سے کیا نقص لازم آتا ہے
اور اسکو کیا ضرور ہے کہ قربی بھی نبوت و رسالت رکھیں علاوہ برین
خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ
خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمسٰکین وابن السبیل
یعنے خوب جانو کہ جو کچھ تمہیں مال غنیمت حاصل ہوا ہے تو اوس کا پانچوان
حصہ خدا ورسول و صاحبان قرابت یتیموں مسکینوں اور مسافرون کیلئے
ہے مخفی نہ ہے کہ جن لوگون کو حکم آیہ تطہیر سر فرامت پر روشن بزرگی اور
فضیلت عطا کی تھی اور اوس بزرگی کو قائم رکھنے کیلئے صدقات اور
خیرات لینا اون پر حرام فرمایا تھا اونہیں مال خمس میں حصہ دار فرمایا ۔
رہے یتیم و مسکین و مسافر یہ بھی انہیں بزرگوارون کے متوسلین یعنے
بنی ہاشم ہیں نہ کہ دوسرے کا اس مین حصہ ادنٰی نہیں ہے یہ آیہ کریمہ
کمال شرافت وعظمت جناب محمد و آل محمد علیہم السلام پر دلالت کرتی ہے
مگر اس آیہ مجیدہ میں یہ دیکھنا ضرور ہے کہ آنحضرت اپنے اور اپنی اہلبیت
وغیرہ کے حصہ کے مالک تو تھے ہی مگر مالک حقیقی خداوند عالم کے حصہ کا
کون مالک ہے چنانچہ امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خمس میں خدا کے

حصہ کا مالک کون ہے فرمایا پیغمبر اور اون کے بعد امام ہے اس آیہ کریمہ واعلموا
الخ کو نظر تعمق سے دیکہنا چاہئے اس لئے کہ آیہ مودت مین اجرت تبلیغ رسالت محبت
قربیٰ قرار داد ہونیسے خیال ہوتا تہا کہ آل محمدؐ سوائے ولایت و امامت کی نبوت و رسالت
بہی رکہتے ہین بوجہ وحدت باطنی و مساوات ظاہری من جمیع الوجوہ رکہنے آنحضرت
سے ٭ اس واسطے کہ خدمت تبلیغ رسالت تو حضرت محمدؐ کرین اور اجرت قربیٰ لیوین
یہ خلاف عدل ہے اس مقام مین یہ ادنیٰ تفکر ظاہر ہوتا ہے کہ قربیٰ یعنے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ
و حسینؑ و دیگر ائمہ تسعہ علیہم السلام بوجہ قرابت قریبہ و بوجہ اتحاد نورانی و اختصاص
روحانی و بسبب وحدت باطنی جو کہی ہر طرح سے پیغمبر کے حصہ کے حقدار اور مالک
ہو سکتے ہین جیسے کہ اجرت تبلیغ رسالت لینے مین ہوئی مگر خمس مین خدا کے
حصہ کے مالک پیغمبر اور ائمہ ہدیٰ کس وجہ سے ہوئے آیا معاذ اللہ خدا و رسول و ائمہ
مین کوئی اتحاد یا کوئی قرابت یا مساوات ہی اور نیز اس حصہ خداوند عالم کے مالک
ہونیسے حضرت رسول اور حضرت ائمہ ہدیٰ کیا معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد شریک
خدا ہو سکتے ہین ہرگز کوئی مسلمان مذہب یہ نہیں کہہ سکتا ہان بلکہ بنظر اعزاز و
اکرام و اختصاص اپنے رسول اور اوصیا ئے رسول کے خدا تعالیٰ نے خمس
مین اپنے حصہ کا ان بزرگواروں کو مالک اور حقدار مقرر فرمایا پس ایسا ہی
خداوند عالم نے بنظر اعزاز و اکرام و اختصاص و اظہار شرافت و بزرگی اجرت
تبلیغ رسالت حضرت محمد مصطفیٰؐ کی محبت قربیٰ (آل محمدؐ) مقرر فرمائی ہر چند
خدمت تبلیغ رسالت آنحضرتؐ کی ہی مگر امت پر واجب ہے کہ اجرت اوسکی
آل محمدؐ کو دے کیونکہ آل محمدؐ کو اجرت رسالت دینا عین آنحضرت کو دینا ہے
اور لینا آل محمدؐ کا اس اجرت کو عین لینا حضرت محمدؐ کا ہے جیسا کہ خمس مین خدا
کا حصہ پیغمبر یا ائمہ کو دینا عین خداوند عالم کو دینا ہے اجرت تبلیغ رسالت

لینیے ایمہ ہدی انبیا و رسل نہین ہو جاتے اور ایسا ہی حصہ ہٰذا کے لینیے حضرت رسول یا ایمہ ہدی معاذ اللہ خدا نہین ہو جاتے۔ نعوذ باللہ من شرور النفس و وساوسہا و نستغفرہ۔ خدا ایمہا فتدبروا ولا تغفلوا وافہموا واحفظوا ؛

(آیت نمبر ۱۵)

واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما آتیناکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ الخ یعنے جب لیا اللہ نے عہد نبیون سے البتہ جو کچھ دون مین تمکو کتاب اور حکمت سے اور پہر آئیگا تمہارے پاس پیغمبر سچا کرنیوالا اوس چیز کا کہ تمہارے پاس ہے البتہ ایمان لاؤ ساتھ اوس کے اور البتہ مدد کرو اوسکی۔ یہ آیہ کریمہ آنحضرت اور جناب امیر المومنین علیہما السلام کی شان و جلالت پر دلالت کرتی ہے چنانچہ کتاب آیات جلی کے صفحہ ۸۹ سطر ۱ مین مرقوم ہے کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ خدا کسی پیغمبر کو نہین بہیجا مگر یہ کہ اوس سے عہد لے لیا ہے کہ اگر تمہارے پاس محمد صلعم آئے تو اوس پر ایمان لانا اور اپنی امت کو اوس پر ایمان لانیکا حکم دینا۔ منتخب البصائر مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے طولانی روایت مرقوم ہے مختصر یہ ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین نے کہ جب پیغمبرونکی روحون کو خداوند عالم نے پیدا کیا اور اون سے عہد و پیمان لیا کہ ہم پر ایمان لائین اور ہماری۔ اور تائید کرین آدم سے تا زمان آنحضرت جتنے پیغمبر ہوے ہین اون سب کو حق تعالے مبعوث کریگا اور وہ سب زمانہ رجعت مین میری مدد کرین گے۔ اس آیہ مجیدہ کی نسبت

علامہ مجلسی جلد سابع بحار میں تحریر کرتے ہیں لتؤمنن بہ یعنے رسول اللہ ولتنصرنہ یعنے وصیہ امیر المومنین و لم یبعث اللہ نبیاً ولا رسولاً الا واخذ علیہ المیثاق لمحمد بالنبوۃ ولعلی بالامامۃ یعنے لتؤمنن بہ سے حضرت رسول مراد ہیں اور لتنصرنہ سے حضرت علیؑ۔ اور نہیں مبعوث کیا اللہ نے کسی نبی ورسول کو مگر عہد وپیمان لیا واسطے حضرت محمدؐ کے ساتھہ نبوت کے اور واسطے حضرت علیؑ کے ساتھہ امامت کے پس اس سے ظاہر ہے کہ جناب امیر المومنین امام ہیں نہ رسولؐ ونبیؐ اور مدد کرنا انبیاء کا حضرت امیر کے اور جہاد کرنا انبیاء کا کفار سے بنظر ترویج وتلقین دین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے ہے نہ اور کسی نبی کے دین کی خاطر فتدبرو وتاملو۔ جاننا چاہیے کہ جیسے آیات کثیرہ فضیلت جناب محمدؐ وآل محمد علیہم السلام میں وارد ہیں ایسے ہی احادیث متواترہ وروایات متظافرہ کتب معتبرہ احادیث وغیرہ میں منقول ہیں اس مختصر میں چند حدیثیں تبرکاً و تیمناً لکھی جاتی ہیں ۔

(حدیث نمبر ۱)

کتاب اصول کافی باب ان الائمۃ محدثون مفہوم ص ۔ چھاپ ہند اور جلد ہفتم بحار باب الارواح التی فیھم الخ کا یہ ہے کہ آنحضرت پانچ روحیں رکھتے تھے ۔ روح قوۃ روح شہوت روح حیات روح ایمان روح قدس ۔ اور روح قدس کہ آنحضرت ساتھہ اوس کے متحمل نبوت تھے بعد ارتحال آنحضرت غیر از ارواح اربعہ فقط روح قدس جناب امام علیہ السلام کی طرف منتقل ہوئی اس سے یہہ خیال نہ کیا جاے کہ ائمہ ہدیٰ انبیاء ورسل تھے اس لئے کہ روح قدس

مراد علم نبیؐ اور علم امام سے ہے جیسا کہ شرح اصول کافی مطبوعہ نولکشور باب پنجاہ و پنجم فیہ ذکر الارواح التی فی الائمۃ علیہم السلام صـ۲۶۲ و صـ۲۶۳ میں بعد ذکر ارواح خمسہ مذکورہ مرقوم ہے کہ مفضل بن عمر نے جناب امام جعفر صادق سے روایت کی ہے جس کی یہ عبارت ہیں وقتیکہ از دنیا رفت پیغمبر علیہ السلام منتقل شد روح القدس پس گردید بسوئے امام آن اشارت است بعلم امام و عمل او بانچہ پیغمبر دانستہ و عمل کرده مثل استنباط حوادث از قرآن در شبہائے قدر یعنی جس وقت پیغمبر دنیا سے تشریف لیلئے منتقل ہوئی روح قدس پس پھری وہ طرف امام کے اور وہ روح قدس اشارہ ہے علم و عمل امام سے کہ جو کچھ پیغمبر نے جانا اور عمل کیا ساتھ اوس کے مثل استنباط حوادث قرآن سے شبہائے قدر میں ؎

(حدیث نمبر ۲)

جلد سابع بحار باب انہ جری لہم من الفضل والطاعۃ ما جری لرسول اللہ وانہم فی الفضل سواء = یعنی اس باب کا یہ ہے کہ جاری ہوی واسطے ایمہ کے فضل و طاعت سی وہ چیز جو جاری ہوئی واسطے رسول اللہ کے اور یہ تحقیق کہ ایمہ وفضیلت میں برابر ہیں - باب مذکور میں شیخ حسن بن سلیمان سے بسند معتبر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مرقوم ہے کہ قال رسول اللہ ان اللہ اختار من الایام یوم الجمعۃ ومن الشہور شہر رمضان ومن اللیالی لیلۃ القدر واختار من الناس الانبیاء واختار من الانبیاء الرسل واختارنی من الرسل واختار منی علیاً واختار من علی الحسن والحسین واختار من الحسین الاوصیاء ینفون عن التنزیل تحریف الضالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین تاسعہم باطنہم ظاہرہم قائمہم وہو افضلہم

یعنے فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے
کہ بدرستیکہ اختیار کیا اللہ نے دنوں سے روز جمعہ کو اور مہینوں سے ماہ رمضان کو
اور شبوں سے شب قدر کو اور آدمیوں سے انبیا و رسل کو اور رسل سے اختیار کیا
محمد کو اور محمد سے اختیار کیا علیؑ کو یعنے تا یہ کہ علیؑ وصی اور خلیفہ ہوں حضرت
رسول کے اور اختیار کیا علیؑ سے حسنؑ و حسینؑ کو یعنے تا یہ کہ امام حسنؑ و امام
حسینؑ وصی ہوں حضرت علیؑ کے اور اختیار کیا حسین سے اوصیا کو کہ منع
کرتے ہیں تنزیل کی تحریف سے ضالین کو اور انتحال مبطلین کو اور تاویل جاہلین
کو نہم اون کا باطن اون کا ظاہر او نکا قائم او نکا ہے اور وہ یعنے امام دوازدہم
افضل انکا ہے وھو افضلھم سے بحسب ظاہر دیگر افضل ائمہ سے افضل ہونا معلوم
ہوتا ہے وہ باعتبار ذات و مرتبہ و منصب کے نہیں کیونکہ ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
ذاتاً رتبتاً و منصباً باہمدیگر مساوی ہیں جیسے خود یہ باب انہم فی الفضل سواء
دال ہے اور کل ائمہ ہدیٰ بدون تفاوت منصب ولایت و امامت سے سرفراز و مختار
ہیں یہ واضح ہو کہ ہر معصوم بحسب ظاہر ایک ایک صفت خاص سے متصف ہے
اور باطناً جمیع صفات سے اور وہ صفت خاص مثل صولت کے کہ جناب حیدر کرار
اس سے خاصۃً متصف ہیں علی ہذا عصمت سے جناب صدیقہ طاہرہ فاطمہ
زہرا اور حلم سے جناب امام حسنؑ مجتبیٰ اور شجاعت سے جناب امام حسینؑ
علیہم السلام اسی طرح سے ہر معصوم ہر ایک صفت سے متصف ہے اور جناب
صاحب الامر علیہ السلام ظاہراً و باطناً جامع جمیع صفات سیزدہ معصومین علیہم السلام
ہیں جیسا کہ ورود دوازدہ امام محقق طوسی علیہ الرحمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ
پس افضلیت جناب امام دوازدہم من حیث مجموع الصفات المذکورہ ہے
چنانچہ لفظ ظاہرہم و باطنہم سے ظاہر ہوتا ہے اس حدیث سے ہم یہ خیال

سمجھیں کہ جناب ایمہ اثنا عشر علیہم السلام وارثان نبوت و رسالت ہیں
اس حدیث سے اس کا وہم بھی کسی عاقل کو نہیں ہوتا ہے وافہموا واحفظوہ

(حدیث نمبر ۳)

کتاب غایت المرام باب بست و دوم حدیث سی و سیوم اور نیز کتاب ارشاد شیخ
مفید میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے اور یہ حدیث طولانی
ہے اوس میں اسماے جناب ایمہ اثنا عشر علیہم السلام مذکور ہیں اور ذکر امام
ہشتمین بقول خداوند عالم یہ عبارت لکھی ہوئی ہے ہر کہ تکذیب امام ہشتمین
کند ہمہ اولیاے مرا تکذیب کردہ و علی ولی و ناصر دین منست و بارہاے گران
نبوت را بر دوش او بار کنم و قوت کشیدن آنرا باو عطا کنم الخ یعنی جو کہ
تکذیب کرے امام ہشتمین کی تمام میرے اولیا کی اوسنے تکذیب کی اور علی
ولی اور ناصر میرے دین کا ہے اور بار گران نبوت کو اون کے دوش پر
بار کروں گا میں اور قوت اوس کے اوٹھانیکی اوسکو یعنی علی کو عطا کرونگا
یہاں بار گران نبوت سے مراد علم نبوت اور لوازم نبوت ہی مثل ہدایات
خلق وغیرہ کے اس سے ہم یہ خیال نہ کریں کہ حضرت علی نبی تھے بنا بر حدیث
جو آنحضرت نے ارشاد فرمائی ہے کہ یا علی میں صاحب تنزیل ہوں اور تو
صاحب تاویل ہے اس سے یہ نہ سمجھیں کہ تنزیل مفضول ہے تاویل سے
کیونکہ تاویل مخصوص خدا اور راسخان فی العلم ہیں کہ خداوند عالم فرماتا ہے
وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یعنی نہیں

یعنی جانتا کوئی تاویل کو قرآن مجید کی مگر اللہ اور راسخون فی العلم یعنے جناب محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام ۔ اور تنزیل کو تاویل سے مفضول خیال کرنا فضول بات ہے اس لئے کہ تاویل بعد تنزیل ہے اور تنزیل قرآن پیغمبرؐ کیلئے ہی تو اصل کے لئے اور مخفی نہ رہے کہ افضل الراسخین حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں جیساکہ تفسیر صافی سورہ آل عمران فی بیان وما یعلم تاویلہ الخ صفحہ ۸۹ سطر ۱۳ میں ہے فرسول اللہ افضل الراسخین فی العلم قد علمہ اللہ عزوجل جمیع ما نزل علیہ من التنزیل والتاویل الخ اور کتاب آیات جلی صفحہ ۵ میں مرقوم ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں تاویل قرآن کو اور حضرت محمدؐ ہم سب سے افضل ہیں حضرات ائمہ ہدیٰ فو وجب اپنے سے جناب رسالتمآب کو افضل مانتے ہیں تو پس ہم جناب ائمہ ہدیٰ کو آنحضرتؐ کے مساوی من جمیع الوجوہ ماننا قطعاً خلاف مرضی جناب ائمہ ہدیٰ ہے اور ہمارے اس خیال سے حضرات ائمہ اطہار ہرگز خوش نہیں ہیں ۔ اور جلد شائع بحار باب نفی الغلو صفحہ ۱۸ سطر ۱۸ میں ہے عن ابی الصباح قال واللہ لقد قال لی جعفر بن محمد ان اللہ علم نبیہ التنزیل والتاویل قال فعلم رسول اللہ علیاً یعنے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بتحقیق اللہ نے تعلیم دی اپنے نبیؐ کو تنزیل اور تاویل کی پس رسول اللہ نے تعلیم دی علیؑ کو اس سے بالبداہت ثابت ہے کہ آنحضرتؐ افضل الراسخین ہیں کیونکہ حضرت علیؑ جو اول آل محمدؐ اور اول اہلبیت و راس و رئیس اہلبیت نے جب آنحضرت سے تعلیم پائی ہے تو دیگر ائمہ ہدیٰ کا بدرجہ اولیٰ آنحضرت کے فیوضات علوم سے مستفیض ہونا ظاہر ہے۔

(حدیث چہارم نمبر ۴)

جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم وفضائلہم ص۱۸۴ مین مرقوم ہے وروی عن ابی سعید الخدری قال خطب امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام فقال ایہا الناس نحن ابواب الحکمۃ ومفاتیح الرحمۃ وسادۃ الامۃ وامناء الکتاب وفصل الخطاب وبنا یثیب اللہ وبنا یعاقب من احبنا اہل البیت عظم احسانہ ورجح میزانہ وقبل عملہ وغفر زللہ ومن ابغضنا لاینفعہ اسلامہ ان نا اہل بیت خصنا اللہ بالرحمۃ والحکمۃ والنبوۃ والعصمۃ منا خاتم الانبیاء الا وانا رایۃ الحق التی من تقدمہا مرق ومن تاخر عنہا زہق الا وانا خیرۃ اللہ اصطفانا علی خلقہ وایتمنا علی وحیہ الخ۔ یعنے ابو سعید خدری سے روایت کیگئی ہے کہ کہا اوس نے خطبہ پڑھا جناب امیر علیہ السلام نے کہ اے گروہ مردم ہم دروازے حکمت ومفاتیح رحمت وسرداران ایمہ وامنا کتاب ومفصل خطاب ہین ہماری وجہ سے ثواب دیتا ہے خدا اور ہماری وجہ سے عقاب کرتا ہے جو شخص کہ دوست رکھتا ہے ہم اہلبیت کو بزرگ ہوتا ہے احسان اوسکا اور ترجیح دیجاتی ہے میزان کو اوسکی قبول ہوتا ہے عمل اوسکا اور بخشی جاتی ہین لغزشین اوسکی اور جو شخص کہ دشمن رکھتا ہے ہمکو نفع نہین دیتا ہے اسلام اوسکا اوسکو بہ تحقیق کہ ہم وہ اہلبیت ہین کہ خاص کیا ہے خدانے ہمکو ساتھ رحمت ونبوت وعصمت کے ہم مین سے ہین خاتم الانبیاء اور آگاہ ہو تم کہ ہم رایت حق ہین جو اوسکا تابع ہوا سبقت لے گیا جو متاخر ہوا اوس سے بے دین ہوا آگاہ ہو کہ بدرستیکہ ہم برگزیدہ گان خدا ہین برگزیدہ کیا خدانے ہمکو اپنی مخلوق پر اور امین کیا خدانے ہمکو اپنے وحی پر۔ حدیث مذکور مین جو ارشاد ہوا خصنا بالرحمۃ والحکمۃ والنبوۃ ومنا خاتم الانبیاء الخ اس سے اذہان

عوام تبادر ہوتے ہیں کہ ایمۂ ہدیٰ انبیا ہیں۔ اور آنحضرت کے خاتم الانبیا
ہونیسے خیال کیا جاتا ہے لفظ خاتم مانع وجود نبی دیگر نہیں اور استعمال
لفظ خاتم کا شخص کامل پر ہوتا ہے کیونکہ لغت قاموس میں خاتم بمعنی
بلغ آخرہ ہے یعنے بکمال رسیدپس جس لفظ کیطرف لفظ خاتم مضاف
ہو کامل اوس مضاف الیہم کا ہوگا۔ مثل لفظ خاتم الذاکرین کے جو شخص
کہ ذاکری اور روضہ خوانی میں کامل ہوتا ہے اوسپر خاتم الذاکرین کا اطلاق کیا جاتا
موافق ہمارے خیال کے حدیث مذکور الصدر سے فرضاً جب بلفظ نبوت
ایمۂ ہدیٰ کا انبیا ہونا اور منا خاتم الانبیا سے آنحضرت کا کل انبیا سے کامل ہونا
ظاہر ہوتا ہے تو آنحضرت کا افضل و اشرف اور اعلیٰ ہونا بھی جمیع انبیا سے
ثابت ہوتا ہے کیونکہ جو کامل ہے وہ افضل و اشرف ہے۔ غیر کامل سے اور
یہہ اوضح واضحات وابدہ بدہیات سے ہے پس نظر برآن آنحضرت
کا جناب ایمۂ ہدیٰ خصًا بالنبوۃ سے اگر انبیا فرض کئے جاویں اور منا خاتم
الانبیا سے تو آنحضرت یقیناً کامل الانبیا ہیں۔ فبناءً علیٰ ہذا ایمۂ ہدیٰ
مفضول اور غیر کامل ہوے اور آنحضرت کامل اور افضل ہوے
اس صورت میں ایمۂ ہدیٰ کو آنحضرت سے من جمیع الوجوہ ساوی خیال کرنا
خود ہمارا خیال سابق باطل کرتا ہے۔ الحاصل حدیث مذکور الصدر میں
جو لفظ خصنا ہے اس میں آنحضرت اور جناب سیدہ علیہا السلام
بھی داخل ہیں نہ فقط ایمۂ اثنا عشر علیہم السلام۔ اگر آنحضرت

اور جناب فاطمہ زہرہ داخل نہین ہین تو کیا پیغمبر خدا اور جناب صدیقہ طاہرہ مخصوص رحمت اور حکمت اور عصمت سے نہین ہین۔ بلکہ داخل ہین۔ جب آنحضرت خصّنا بالرحمۃ والحکمۃ والنبوۃ مین بوجہ ضمیر متکلم مع الغیر خصّنا مین جو لفظ نا ہی داخل ہین تو لفظ نبوت حدیث مذکور مین اشارہ آنحضرت کیطرف ہے نہ ایمۂ ہدیٰ کیطرف مطلب حدیث مذکور کا ظاہر طور پر یہہ ہے کہ آل محمد علیہم السلام مخصوص بالرحمۃ والحکمۃ والعصمۃ ہین۔ اور حضرت محمد علاوہ رحمت و حکمت وغیرہ سے مخصوص ہونے سے مخصوص بالنبوۃ بھی ہین اور اسی طرح حدیث منزلتہ علی عند اللہ کمنزلی ہے یعنے جیسی منزلت آنحضرت کی نزدیک خداوند عالم کے ہے ویسی ہی منزلت جناب امیر المومنین اور دیگر ائمۂ معصومین علیہم السلام کی ہے یعنے آنحضرت جیسے اشرف و اعلیٰ اور افضل الناس نزدیک خداوند عالم ہین اور بحکم خداوند عالم حاکم ہین خلق پر اسی طرح جناب امیر اور دیگر ائمۂ اطہار ہین وافہموا واحفظوا

حدیث نمبر (۵)

جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم و فضائلہم مین مرقوم ہے عن الباقر تا انیکہ الی ان قال نحن اہلبیت الرحمۃ وشجرۃ النبوۃ ومعدن الحکمۃ وموضع الملائکۃ ومہبط الوحی یعنے فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ہم اہل رحمت اور شجر نبوت اور معدن حکمت اور موضع ملائکہ اور محل نزول وحی ہین اور یہہ دلیل علیل قایم کی جاتی ہے کہ درخت نبوت سے نبوت نہین ہوتا والا ذکر کرنا اوس درخت کا جو بے نبوت ہو بے ثمر ہے حدیث مذکور کی شرح مین شرح اصول کافی مطبوعہ نولکشور

باب سی و نہم اصل باب ان الائمہ علیہم السلام معدن العلم وشجرۃ النبوۃ والمختلف الملائکۃ صفحہ ۱۴۱ سنہ ۲۰ مین مرقوم ہے کہ ایمہ معصومین معدن العلم یعنے مکان علم دین ہین وشجرۃ النبوۃ یعنے ایمہ ہدی مناط احکام شرع ہین ۔ مختلف الملائکۃ یعنے محل آمد و رفت ملایکہ ہین ۔ شب قدر ہین اس باب مین تین حدیثین لکھی ہوی ہین اور ہر حدیث مین نفظ شجر النبوۃ وارد ہے اوس کی شرح کتاب مذکور مین زبان فارسی بہی لکھی ہوی ہے کہ ما حافظ وحی الہی ۔ ایم یعنے ہم حافظ وحی الہی ہیں اور موضع الرسالۃ یہہ شرح ہے کہ جائے مجموع آنچنین ہیم کہ وحی بر رسول شدہ یعنے ہم جائے مجموع اوس چیز کی ہیں کہ وحی رسول پر ہوئی ۔ فمن شاء فلیرجع الیہ

حدیث نمبر (۶)

جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم وفضایلہم صفحہ ۲۶ مین ابی جعفر بن محمد باقر علیہما السلام سے علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہین انی قال ایہا الناس ان اہل بیت نبیکم شرفہم اللہ واکرمہم اللہ مالم یوت احد من العالمین فہم الفروع الطیبۃ والشجرۃ الطیبۃ ومعدن العلم وموضع الرسالۃ ومختلف الملائکۃ الخ یعنے فرمایا جناب امام محمد باقر نے کہ اگر گروہ مردم بدرستیکہ تمہارے نبی کی اہل بیت کو شرف عطا فرمایا اللہ نے بسبب بزرگی اوس نبی کے تا اینکہ فرمایا اوس جناب نے کہ انہین نازل ہوی رسالت اور انپر ملایکہ نازل ہوتے ہین اور یہہ مکان

اونکی طرف روح الامین سے نے دی خدا نے وہ چیز کہ کسی کو عالمین سے نہین دی پس یہہ فروع طیبہ ہین اور درخت مبارک ہین اور معدن علم ہیں اور موضع رسالت ہین اور محل پے در پے آنے ملایکہ کے ہین یہہ حدیث جو کمال فضلیت اہلبیت علیہم السلام پر دلالت کرتی ہے اس حدیث کے بعض جملون سے ہمارا ذہن نبوت و رسالت ایمہ ہدی پر استدلال کرتا ہے وہ یہہ ہے کہ ہبوط ملایکہ اور پے در پے انا ملایکہ کا آنکی خدمت مین بلا دیتہ نہین البتہ کوئی حکم خالق کیطرف سے لاتے ہین اور پہنچاتے ہین اور جناب ایمہ ہدی محل وضع رسالت ہین اور وضع الشئے فی محلہ عدل ہے اور خدا عادل ہے البتہ رسالت ان مین رکھی ہے پس ایمہ ہدی رسول ہیں یہہ خیال ہمارا صحیح نہین اسلئے کہ ملایکہ کا پے در پے خدمت آیمہ مین حاضر ہونا دلیل نبوت و رسالت نہین اور یہہ بھی لازم نہین کہ جب ملایکہ حاضر ہون تو وحی خدا لائین اس لئے کہ بعد حضرت رسول وحی کا آنا منقطع ہوگیا اور یہہ بات کتب سیر و احادیث سے بخوبی ثابت ہے اور ملایکہ تو خدمتگزار اہلبیت ہین چنانچہ بیت الشرف جناب فاطمہ الزہرا مین حاضر ہو کر کسنی چکی پیسی کسنی جناب امام حسین کے گہوارہ کی جنبانی کی الغرض بہت سی خدمتین آل محمد کی ملائکہ نے کی ہے اور یہہ تمام امور درج روایات و احادیث ہین اہلبیت علیہم السلام کی شان تو ارفع و اعلی ہے بلکہ مومنین کے گہر شب قدر حضرت جبرئیل مع گروہ ملایکہ بر سالم آتے ہیں اور مومنین سے مصافحہ کرتے ہین چنانچہ سورہ قدر کی تفسیر عمدۃ البیان اردو مطبوعہ نولکشور اور تفسیر ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ مین یہی لکھا ہے اور موضع الرسالت سے ایمہ ہدی کو محل وضع رسالت سمجھنا اور ایمہ ہدی کو رسول جاننا قطعاً خلاف کتب معتبرہ و احادیث ہے چنانچہ موضع الرسالۃ کی تفسیر جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم و فضائلہم صفحہ ٣٤٤ سطر ۱ مین اس طرح مرقوم ہے موضع الرسالۃ ای علوم الرسالت و الرسالات نزلت کرفہ فیتہم او علیہم فی لیلۃ القدر وغیرہا علاً بحلس فرماتے ہیں موضع الرسالت

یعنے علوم رسالت اور رسالات نازل ہوئی ہیں گہر میں ائمہ ہدیٰ کی یا اون پہ نازل ہوئی شب قدر یا غیر شب قدر میں بیشک اس میں انکار ہی نہیں کیونکہ جب قرآن مجید حضرت رسول پر گہر میں اہلبیت کے نازل ہوا تو علوم رسالت اور رسالات بدرجہ اولی گہر میں ان کے نازل ہوئے ہیں اور وہ علوم آنحضرت نے اپنی اہلبیت کو تعلیم فرمائے جیسا کہ کتاب اصول کافی وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے فتدبروا و تاملوا =

(حدیث نمبر ۷)

انہ وجد بخط مولانا ابی محمد العسکری اعوذ باللہ من قوم حذفوا محکمات الکتاب ونسوا اللہ رب الارباب والنبی وساقی الکوثر فی مواقف الحساب ولظی والطامات الکبری ونعیم دار الثواب فنحن السنام الاعظم فینا النبوۃ والولایۃ والکرم ونحن منار الہدیٰ والعروۃ الوثقیٰ والانبیاء کانو یقتبسون من انوارنا الخ

یعنے شان یہ ہے بخط جناب امام حسن عسکری علیہ السلام پایا گیا کہ وہ جناب فرماتے ہیں پناہ لیتا ہوں میں ساتھہ خدا کے اوس قوم سے کہ جس محکمات کتاب خدا کو حذف کی ہے اور فراموش کیا خدا کو جو رب الارباب ہے اور فراموش کیا نبیؐ اور ساقی کوثر کو موقف حساب میں اور فراموش کیا شعلہ آتش اور طامۂ کبریٰ کو اور بہشت گہر سے ثواب کا پس ہم ہیں سنام اعظم اور ہم میں ہے نبوت اور ولایت اور کرم اور ہم منار ہدایت اور عروۃ الوثقیٰ ہیں اور انبیاء ہمارے نور سے اقتباس کرتے تہے اس حدیث میں لفظ فینا النبوۃ سے یہ خیال نکیا جائے کہ جناب ائمہ ہدیٰ انبیاء

ہین اس لیئے کہ جب آیت قرآنی وماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لاکن رسول اللہ وخاتم النبین بصراحت تمام آنحضرت کے خاتم الانبیا ہونے اور آنحضرت پر نبوت ختم ہونے پر دلالت کرتی ہے اور کل اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت خاتم الانبیا بمعنی ختم کنندہ نبوت تھے نہ بمعنی انگشتر و مہر وغیرہ کے ۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ آیہ مذکورہ مین خاتم بفتح تا ہے بکسر تا ہوتا تو ختم کنندہ کا معنی ہوتا اس خیال کے نسبت بادنا تامل تفسیر ملا فتح اللہ رحمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاتم کو ابو حفص نے فتح سے پڑھا ہے اور نیز تفسیر صافی سورہ احزاب صـ ۲۴ سطر ۱۷ مین مرقوم ہے خاتم النبین و آخرھم الذی ختمھم او ختموا بہ علی اختلاف القرائتین فیعلم من یلیق ان یختم بہ النبوۃ وکیف ینبغی شانہ یعنے آنحضرت آخر پیغمبران ہین ایسے کہ تمام انبیا کی نبوت کو ختمی مرتبت نے ختم فرمادی یا کل انبیا نے ختم کردی ہے نبوت کو بوجہ آنحضرت کے یعنے تمام انبیا کی نبوت ختم ہوگی بسبب خاتم الانبیا ہونے آنحضرت کے پس جو شخص کہ ایسا لائق ہو کہ جس کے سبب نبوت ختم ہوتی ہے تو اوس شخص کی شان کیسی ہوگی۔ غرض لفظ فینا النبوۃ مین نا متکلم مع الغیر کیلئے ہی جسمین آنحضرت داخل ہین اور فینا النبوۃ سے یہ ہے کہ ہم خاندان نبوت سے ہین اور یہ اشارہ آنحضرت کیطرف ہے کیونکہ آیت قرآنی اور احادیث کثیرہ ایمۃ ہدیٰ کے نبی نہونے پر خود جناب ایمۃ ہدیٰ سے وارد ہون جیسے کہ کتاب حدیث اصول کافی اور جلد سابع بحار باب نفی الغلو مین مرقوم ہین با این ہمہ جناب ایمۃ اطہار کو نبی جاننا قطعاً خلاف حکم خدا و رسول و ایمہ علیہم السلام ہے اور حدیث مذکور مین مقتبس ہونا انبیا کا انوار جناب محمد و آل محمد علیہم السلام

سے جو ظاہر ہوتا ہے اوس سے نبوت و رسالت کا اقتبلس کرنا مراد نہیں کیونکہ نبوت و رسالت کو حاصل کرنا بجز خداوند عالم کے غیر سے ممکن نہیں معنی اقتباس حسب لغت صراح فائدہ گرفتن و دادن ہے قال تعالیٰ قد اقتبس العلم عنہ اس سے ظاہر ہے کہ انبیاء نے انوار جناب محمدؐ و آل محمد علیہم السلام سے فائدہ علم و حلم و فضل و کمال وغیرہم حاصل کیا ہے بلکہ نعمت وجود بوسیلہ نور مقدس نبوی انبیاء کو ملی ہے اور نور پاک محمدی علت وجود انبیاء بلکہ علت جمیع کائنات ہے جیسا کہ حیات القلوب جلد دوم صـ۶ و میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے اور نیز کتاب مذکور صـ۴ سطر ۱۸ میں یہ عبارت ہے بسند معتبر از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول است کہ محمدؐ و علی صلواۃ اللہ علیہما دو نور بودند نزد خداوند عالمیان دو ہزار سال پیش از آنکہ حق تعالیٰ خلایق را ایجاد کند پس چون ملائکہ آن دو نور را دیدند یکے را اصل یافتند و ازان شعاعے لامعے گردیدہ بود کہ فرع آن بود پس گفتند خداوند عالم این چہ نور است حق تعالیٰ وحی نمود بسوے ایشان کہ این نوریست از نورہائے من کہ اصل پیغمبری ست و فرعش امامت است یعنی جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب محمدؐ و علیؑ صلواۃ اللہ علیہما دو نور تھے نزدیک خداوند عالم کے دو ہزار سال قبل خلقت جب ملائکہ نے ان ہر دو نور کو دیکھا ایک کو اصل پایا اور اوس سے شعاع لامع ہوئی تھی کہ وہ فرع اسکا تھی پس ملائکہ نے عرض کی خداوندا یہ کیا نور ہے وحی ہوئی کہ یہ وہ نور ہے میرے انوار کہ اصل اوسکی پیغمبری ہے اور فرع اوسکی امامت ہے الخ۔ پس اس حدیث سے صاف روشن ہے کہ پیغمبری آنحضرت کی اصل ہے اور امامت

حضرت علی کی فرع ہے اور اصل و فرع میں جو فرق ہے وہ اظہر من الشمس ہے پھر اسکو مساوی خیال کرنا گویا روز روشن کا انکار ہے = اور نیز جلد سابع بحار باب نادر فی معرفتہم بالنورانیۃ ص۲۷ سطر ۳ مین ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے یا سلمان و یا جندب قال لبیک یا امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیک قال کنت انا و محمد نوراً واحداً من نور اللہ عز وجل فامر اللہ تعالی ذلک النور ان یشق فقال للنصف کن محمداً و قال للنصف کن علیا اس حدیث کا ترجمہ بیت الاحزان کتاب مصایب کے ص۶۶ سطر مین لکھا ہے کہ فرمایا جناب امیر نے سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے کہ مین اور محمد ایک نور تھے اللہ سے ہین پس فرمایا خدائے تبارک تعالے نے اوس نور کو کہ دو نصف ہو پس ایک نصف کو فرمایا محمد ہو اور دوسرے نصف کو فرمایا علی ہو پس ایسا ہی ہوا = اور کتاب حیات القلوب مطبوعہ نولکشور ص ۱۶ سطر مین ہے جسکا ترجمہ اردو یہ ہے کہ حدیث معتبر مین حضرت صادق سے منقول ہے کہ حق تعالے نے چودہ نور خلق فرمائے چودہ ہزار سال قبل پیدایش خلقت پس وہ روحین ہمارے تھین اور نیز کتاب حدیقہ سلطانیہ مین سیطرح حدیث وارد ہے یعنے جناب چہاردہ معصوم علیہم السلام بطور اشتباح یعنے ابدانی نورانیہ اور ارواح لطیفہ کیساتھ حضور جناب اقدس الہی تسبیح و تقدیس مین مصروف تھے پس بنابران احادیث مذکورہ کے حدیث کنت نبیا الخ جو آنحضرت نے بہ صیغہ واحد ارشاد فرمائی ہے اوس سے افلق الصبح روشن ہوتا ہے کہ جناب ائمہ اثنا عشر علیہم السلام جیسے عالم اجسام مین شریک نبوت آنحضرت نہین ہین عالم انوار مین بھی شریک نبوت

نہ ہتے حدیث مذکور القدر سے مقتبس ہونا انبیا کا انوار جناب محمدؐ و آل محمد علیہم
السلام سے جیسے ثابت ہوتا ہے اسیطرح جناب ائمہ ہدیٰ کا مقتبس ہونا نور
حضرت محمدؐ سے محقق ہے جیساکہ جلد سابع بحار باب جوامع تاویل ما نزل
فیہم و نوادرہا صفحہ ۱۷۱ سطر ۳ میں مرقوم ہے قولہ عزوجل الشمس ضیاء
والقمر نوراً ان المراد هنا بالضوء نور محمد فان الله تعالی مثل
فی جمیع القرآن الرسول بالشمس وکنی الیها الضیاء و
الوصی بالقمر ونسب الیه النور فالضوء للرسالة والنور
للامامة لان الضیاء یطلق علی الضوء النیر بالذات والنور
علی نور المضیء بالغیر و لذا نسب النور الی القمر لانه
یستفید النور من الشمس وکما کان نور الاوصیاء مقتبسا
من نور الرسول علمهم من علمه عبر من علمهم وکمالهم با
النور وعن علم الرسول بالضیاء حاصل یہ ہے کہ سورہ یونس
میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے جعل الشمس ضیاءً والقمر نوراً
علامہ مجلسی فرماتے ہیں آیہ کریمہ مذکورہ میں مراد ضوء سے نور محمدؐ ہے مثال
دی اللہ نے رسول کو شمس سے اور وصی کو قمر سے پس ضو واسطے رسالت
کے اور نور واسطے امامت کے ہیں اطلاق ضیاء کا اوپر ضوء نیر کے بالذات
ہے اور اطلاق نور کا اوپر نور مضی کے بالغیر ہوتا ہے اس لئے نسبت نور
کی قمر کے طرف دیگئی کیونکہ قمر مستفید ہوتا ہے ساتھ نور کے شمس سے جو وقت
نور اوصیا مقتبس نور رسول سے ہوا اور علم ان کا علم رسول سے تو تعبیر علم و
کمال اوصیا کی نور سے کیگئی اور علم رسول کی تعبیر ضیاء سے ہے فافهموا
واحفظوا ولا تغفلوا =

(حدیث نمبر ۸)

جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم و فضائلہم انہ وجد بخطہ علیہ السلام ما صورتہ قد صعدنا ذری الحقایق باقدام النبوۃ والولایۃ الی ان قال فالکلیم البس حلۃ الاصطفاء لما عہدنا منہ الوفاء وروح القدس فی جنان الصاغورۃ ذاق من حدائق الباکورۃ الخ یعنی شان یہہ ہے کہ پایا گیا خط معصوم علیہ السلام صورت اوسکی یہہ تحقیق کہ صعود کیا ہمنے زینہائے حقایق پر بقدمہائے نبوت و ولایت تا یہہ کہ فرمایا پس کلیم خدا کا پہنایا گیا اون کو لباس اصطفا جسوقت کہ عہد لیا ہم نے اون سے وفا کا اور روح القدس نے جنان صاغورہ مین آن کے ذائقہ کیا ہے حدائق باکورہ سے ہماری یہہ حدیث بہی کرامت کبری و مراتب عظمی پر جناب محمد و آل محمد علیہم السلام کے دلالت کرتی ہے باقدام النبوۃ سے یہہ خیال نہ کیا جاے کہ جناب ائمہ ہدی نبوت و رسالت رکہتے ہین اس سلئے کہ حدیث مذکور جو معصوم نے ارشاد فرمائی ہے اس سے اشارہ بطرف علو مرتبت و سمو منزلت و رفعت کے اور ظاہر ہے کہ نبوت سے نبوت آنحضرت کی مراد ہے اور ولایت سے ولایت ائمہ ہدی جو نیابۃ عن النبی ائمہ کو پہنچی ہے فلہذا معصوم نے فرمایا صعدنا ذری الحقایق باقدام النبوۃ الخ اور حدیث نمبر ۲ مین مذکور ہو چکا ہے کہ خلاق عالم نے جناب چہاردہ معصومین علیہم السلام کو بطور اشباح اپنی نور عظمت سے پیدا فرمایا اور آنحضرت کے نور مقدس سے ایک لاکہہ چوبیس ہزار پیغمبر خلق فرمائے بنا برعلیہ آنحضرت معدن نبوت و رسالت و منبع جمیع فیوضات اور بسبب وراثت علوم جمیع انبیا

ومرسلین ہونیکے جناب آل محمد علیہم السلام کو بھی معدن نبوت ورسالت
کہتے ہین فضلاء علیہ بہ برکت انوار جناب محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام تمام انبیاء
ومرسلین خلعت وجود سے خلع ہوکر عالم شہود وظہور مین جلوہ پذیر ہوئے
ہین اس سے لازم نہین آتا کہ آل محمدؐ بھی نبی ورسول ہون کیونکہ نبوت ورسالت
بنا بر اپنی مصلحت کے خداوند عالم نے جسکو چاہا عطا فرمایا اس مین وحدت باطنیہ
ومساوات ظاہریہ کو کچھ دخل نہین اگر دخل ہوتا تو سرا مام علیہما السلام کی
جملہ اولاد امجاد منصب ولایت وامامت سے سرفراز ہوتی بلکہ مراتب اربعہ نبوت
ورسالت و ولایت وامامت سے مختار ہوتی نظر بر آن محض بارہ امام اور چہاردہ
معصومین پر امامت ومعصومیت کا حصر قطعاً یقینی ہے وافہموا واحفظوا

(حدیث نمبر ۹)

جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم وفضائلہم ص۲۹۶ مین مرقوم ہے نحن شجرۃ النبوۃ
ومحط الرسالت مین اور مختلف الملائکۃ الخ یعنے معصوم فرماتے ہین کہ ہم درخت
نبوت ہین اور محل وضع رسالت ہین اور محل ہیے دنکے آنے ملائکہ کے ہین
جناب ائمہ ہدیٰ درخت نبوت ہونیسے خیال کیا جائے کہ ائمہ ہدیٰ نبوت
رکھتے ہین شجرۃ النبوۃ وغیرہ کا معنیٰ حدیث نمبرہ مین کتاب شرح
اصول کافی کسی قدر بسط کیساتھہ مذکور ہوچکا ہے فمن شاء فلیراجع الیہ =

(حدیث نمبر ۱۰)

جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم ص۶۲۳ کتاب خصال باسناد عبد اللہ ابن عباس سے
روایت کیگئی ہے قال قام رسول اللہ فینا خطیبا فقال فی آخر خطبۃ

جمع اللہ عز وجل لنا عشر خصال لم یجمعہا لاحد قبلنا ولا تکون
فی احد غیرنا الحکم والحلم والعلم والنبوۃ والسماحۃ والشجاعۃ
والقصد والصدق والطہور والعفاف یعنی جمع کئے ہیں خداوند
عالم نے واسطے ہمارے دس خصال کہ نہیں جمع کئے ہیں واسطے کسی کے
قبل ہمارے اور نہوں گے یہ خصال کسی میں سوائے ہمارے یہ حدیث
مدرجہ افضلیت فضیلت جناب محمد و آل محمد علیہم السلام پر دلالت کرتی ہے
جاننا چاہئے کہ لنا سے متکلم مع الغیر ہے ان صفات مذکورہ میں سوائے نبوت کے
باقی سب میں جناب امیر بھی آنحضرت کے شریک ہیں اور کتاب شرح
المبین فی [illegible] امیر المومنین چھاپ ہند صفحہ ۱۵۳ بیان خم غدیر میں جو آنحضرت
سے یہ خطبہ مرقوم ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جمعت فیہم الخصال العشرۃ
لا یجمع الا فی عترتی و اہل بیتی العلم والعلیم والنبوۃ تا آخر
احادیث معتبرہ مثل جلد ہفتم و نہم بحار و اصول کافی میں نہیں اور نیز یہی کتاب مذکور
سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ خطبہ مذکور کس معتبر کتاب حدیث سے لکھا گیا
ہے کیونکہ تفسیر صافی جو نہایت معتبر اور ایک علامہ متبحر کی تصنیف سے
تفسیر مذکور کے سورہ مائدہ صفحہ ۱۸۵ میں فقرات خطبہ یوم الغدیر جناب رسولخدا
سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے جناب رسولخدا پر نبوت ختم ہوگئی بعد
آنحضرت کے کوئی نبی نہیں ہے چنانچہ تفسیر مذکور میں حسب صفحہ مذکورہ
مرقوم ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ان علی ابن ابی طالب اخی و وصی
و خلیفتی والامام بعدی الذی محلہ منی محل ہارون
من موسی الا انہ لا نبی بعدی [illegible] بیشک علی ابن ابی
طالب میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ امام ہے بعد میرے محل اوسکا
مثل ہارون ہے موسی سے مگر شان یہ ہے کہ کوئی نبی بعد میرے نہیں ہے

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو حضرت علی علیہ السلام ہی ہوتے مگر خاتمیت آنحضرت مانع ہو گئی = اور نیز یہہ حدیث تفسیر عمدۃ البیان اور حق الیقین اور تفسیر ملا فتح اللہ رحمہ اللہ میں صراحۃً مذکور ہے جسکی یہہ عبارت ہے =

آنحضرت امیر المومنین را خطاب کرد کہ اے علی تو من بمنزلۃ ہارون از موسیٰ الا آنست کہ بعد از من پیغمبر نہ خواہد بود اگر جائز بود کہ بعد از من پیغمبری میباشد آن تو میبود نہ غیر تو بجہت جامعیت فضل وعصمت ومنزیت علم وانواع محاسن واخلاق تو۔ یعنے آنحضرت نے امیر المومنین کو خطاب کیا کہ یا علی ع تو مجھسے بمنزل ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر یہہ کہ بعد میرے پیغمبر نہوگا اگر جائز ہوتا کہ بعد میرے پیغمبر ہوئے تو وہ تو ہوتا نہ غیر تیرا بسبب جامعیت فضل وعصمت ومنزیت علم وغیرہ الخ۔ اس عبارت تفسیر مذکور سے نیز ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت پر نبوت ختم ہو گئی ہے اگر ختم نہوتی تو بجز حضرت علی کے کوئی غیر شخص پیغمبر نہوتا اور جلد نہم بحار صفحہ ۴ سے میں یہہ عبارت علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں الو سعید از رسول خدا روایت نمودہ کہ فرمودند یا علی حب تو ایمان ست وبغض تو نفاق اول کسیکہ داخل بہشت میگردد دوست تو است واول کسیکہ داخل دوزخ میشود مبغض تو ست خداوند ترا شائستہ این مقام نمودہ تو از منی ومن از تو الا آنکہ بعد از من پیغمبری نیست اگر پیغمبر ممکن بود کہ باشد ہر آئینہ تو میبود اس حدیث سے بھی بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت پر نبوت ختم ہو گئی اگر بعد آنحضرت کسی

پیغمبر کا ہونا ممکن ہوتا تو وہ حضرت علیؑ ہی ہوتے پس حدیث مذکور سے
حضرت رسول کا خاتم الانبیا ہونا اور حضرت علی کا نبی نہونا ظاہر ہے
مخفی نرہے کہ اکثر اوقات آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ یا علی انت
منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی یعنے
یا علی تمکو مجھسے وہ نسبت ہے کہ جو موسیٰ سے ہارون کو تھی مگر شان
یہہ ہے کہ بہ تحقیق کوئی نبی بعد میرے نہین ہے اس حدیث منزلت
مین جو لفظ بعدی ہے اس سے یہہ خیال نکیا جائے لفظ بعد ظرف
سے ہے اور انحصار ظرف زمان اور مکان مین ہے یہان اگر ظرف
زمان لین تو لا نبی بعدی کا یہہ معنی ہوگا بعد میرے زمانہ کے نبی
نہین ہے اور میرے زمانہ تو نبی ہے پس اس سے لازم آتا ہے کہ
بعد آنحضرت جناب امیر سے سلب نبوت ہو اور بعد عطا کرنے نعمت
نبوت و رسالت کے کسی نبی کو زمان حضرت آدم سے تا زمان حضرت
خاتم سلب نبوت و رسالت نہین فرمایا اور خدا تعالے اپنے طریق کی
خلاف نہین کرتا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ
تبدیلا" یعنے ہرگز نہین پائیگا تو واسطے طریقہ خدا کے تبدیلی بنابرین
معنی ظرف زمان لفظ بعدی مین لینا جبکہ متعذر ہوا تو ضرور ہے
کہ معنی ظرف مکان لیجائے اس وقت لا نبی بعدی کا یہہ معنی
ہوگا کہ کوئی نبی نہین ہے بعد میرے مکان کے اور مکان
مراد ہے مرتبہ سے اور بعدیت مکان اور مرتبہ کا معنی پستی مرتبہ
ہے اور معنی کلام آنحضرت کا اس وقت یہہ ہوتا ہے کہ کوئی نبی
میرے مرتبہ سے پست نہوگا جو نبی بعد میرے ہوگا اوسکا مرتبہ میرے

برابر مرتبہ نبوت کے ہوگا اور مقصود آنحضرت کا یہ تھا کہ کوئی نبی میرے زمانہ میں اور بعد میرے زمانہ کے قیامت تک نہ ہوگا تو پس آنحضرت اسطرح فرماتے الا آنہ لا نبی فی حیاتی و بعد مماتی الی یوم القیامتہ جاننا چاہیئے کہ بنابراس معنیٰ خیالی کے کہ جو نبی ہوگا وہ میرے مرتبہ سے پست نہ ہوگا تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت کے مرتبہ کے برابر ہوگا یا بڑھکر ہوگا پس ہم آنحضرت کے مرتبہ کے برابر ہوگا فقط کہکر کیوں خاموش رہیں بلکہ یوں کہیں کہ وہ آنحضرت کے مرتبہ سے بھی بڑے مرتبہ والا نبی ہوگا نعوذ باللہ من ذالک الاعتقاد = غرض موافق ہمارے معنی اختراعی کے مقصود دینی ہمارا مفقود ہو گیا وہ یہ کہ آنحضرت کے بعد جو نبی ہو وہ آنحضرت کے مرتبہ نبوت کے برابر کا نبی ہو حالانکہ ایسا کوئی نبی نہ قبل آنحضرت ہوا اور نہ بعد آنحضرت اور نہ قیامت تک ایسا کوئی نبی ہوگا اگر حسب خیال مذکور آنحضرت کی برابر کے نبی حضرت علیؑ اور دیگر ائمہ کو ہم خیال کریں تو یہ حضرات بھی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ بالاصالت یعنی بلا واسطہ بشر نبی ہیں اور آنحضرت پر قرآن مجید نازل ہوا اور آنحضرت پر وحی نازل ہوتی تھی اور آنحضرت نبی تارہ ہیں اور شریعت تازہ رکھتے ہیں اور جس پیغمبر الوالعزم کو خداوند عالم نے مبعوث برسالت فرمایا اوسپر کتاب آسمانی نازل ہوئی اور نیز وحی نازل ہوتی تھی اور وہ پیغمبر اولوالعزم شریعت تازہ رکھتے تھے حضرت آدم سے تا حضرت عیسیٰ یہی طریق خدا جاری رہا اس میں کسی قسم تبدیلی نہیں ہوی اور کیونکر ہو سکتی چنانچہ خداوند عالم کا خود ارشاد ہے ولن تجد

لسنخ یا تبدیل یا مگر بنابر خیال مذکور جناب امیر اور دیگر ایمہ ہدیٰ کو
نبی اور رسول خیال کرنیسے بدیہی تبدیلی طریقہ خداوند عالم کیلئے ثابت
ہوتی ہے اس لئے کہ جب ایمہ ہدیٰ آنحضرت کے مرتبہ نبوت کے
برابر ہیں تو ایمہ ہدیٰ پر بھی وحی نازل ہوتی اور کتاب آسمانی کا
نزول لازمی تھا اور شریعت تازہ بھی ایمہ اطہار کیلئے ضرور
... اور ایمہ ہدیٰ بھی بالاصالت بغیر واسطہ بشر نبی تازہ ہوتے
... مذکورہ باتوں سے ایک بات بھی جناب ایمہ طاہرین کیلئے
... نہیں ... کیسے پھر ہم خیال کریں کہ حضرت علی اور
دیگر ایمہ ہدیٰ علیہم السلام آنحضرت کے مرتبہ کے برابر نبوت رکھتے
اس طرح کا خیال یقیناً شرعاً وعرفاً وعقلاً ہرگز ہرگز درست نہیں
بلکہ ایسا خیال بمقابل دیگر پیغمبران اولوالعزم کے حضرت علی اور دیگر
ایمہ ہدیٰ کی شان کو گھٹاتا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ
وغیرہ پر تو کتاب خدا نازل ہوا اور نیز نزول وحی ہوا اور وہ سب
بالاصالت نبی ہوں اور شریعت تازہ رکھتے ہوں اور حضرت علی اور
دیگر معصومین ہمارے مثل آنحضرت نبوت ورسالت رکھکر نبی تازہ نہوں
اور شریعت تازہ رکھتے نہوں اور کتاب آسمانی بھی قرآنمجید کے
سوا نازل نہو اور انپر نزول وحی نہوں اور بالاصالت نبی نہوں
پس اس سے بڑھکر اب ایمہ ہدیٰ کی کیا شان گھٹ سکتی ہے کیونکہ حضرت
موسیٰ وغیرہ مفضول ہوکر تو صاحب شریعت تازہ وغیرہ وغیرہ ہوں
اور حضرت علیؑ اون سے افضل ہوکر آنحضرت کی شریعت سے تابع
ہوں یہہ تمام امور مناقص مراتب ومنازل جناب ایمہ اثنا عشر

علیہم السلام محض لفظ بعدی میں معنی ظرف مکان لینے پیدا ہوسے

: حدیث منزلت کے لفظ بعدی میں

معنی ظرف زمانی کو متعذر جاننا اور ظرف مکانی کا معنی لینا اور اوس میں مفہوم مخالف پیدا کرنا یعنے لانبی بعدی کا یہہ معنی لینا کہ کوئی نبی بعد میرے زمانہ کے نہیں ہے یا علی تو میرے زمانہ میں نبی ہے اسطرحکا مفہوم مخالف پیدا کر کے ہمارے خیال نے معنی حدیث منزلت کو مختل کر دیا اگر ایسا ہی مفہوم مخالف لیا جائے تو قرآنمجید اور احادیث کا معنی تمام مختل ہو جائیگے مثلاً یہہ آیت قرآنی قال رب اغفرلی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یعنے جناب سلیمان پیغمبر نے کہا کہ اے پروردگار میرے بخش تو مجھکو اور عطا فرما تو مجھکو ایسا ملک جو نہ سزاوار ہوئے واسطے کسیکے بعد میرے اس آیہ کریمہ میں جو لفظ بعدی ہے بنا بر خیال سابق کے اس میں بھی معنی ظرف زمانی لینا متعذر ہے کیونکہ معنی ظرف زمانی سے آیہ مذکورہ کا یہہ معنی ہوگا کہ بعد میرے زمانہ کے کسیکو بھی ایسا ملک نہ سزاوار ہولیس یہہ دلالت کرتا ہے میرے زمانہ میں سزاوار ہوئے حالانکہ یہہ خلاف مقصود متکلم ہے کیونکہ غرض حضرت سلیمان یہہ ہے کہ بعد میرے کسیکو ایسا ملک عطا ہی نہو اور یہہ ظاہر ہے کہ جو شخص بعد اپنے زندگی کے جس چیز کو گوارہ نکرے تو اپنے زمانہ میں اوسکو کیونکر گوارا کر سکتا ہے اسیطرح حدیث منزلت بھی ہے کہ بعد آنحضرت کے کوئی نبی قیامت تک نہوگا تو حضرت کے زمانہ میں کیونکر کوئی نبی ہوسکتا ہے اس لئے کہ آنحضرت خود اپنے زمانہ کے آپ ہی نبی مرسل موجود ہیں۔ غرض جب آیہ مجیدہ مذکورہ میں معنی ظرف زمانی

متعذر ہوئی تو ضرور ہوا کہ معنی ظرف مکانی لیجائے جسطرح حدیث منزلت
مین لیگئی تہی اسوقت مین یہہ معنی آیہ مذکورہ کی ہوئی کہ مجہے
ایسا ملک عطا فرما کہ بعد میرے جسکو ملک عطا ہو وہ میرے ملک سے پست
مرتبہ نہو بلکہ میرے ملک کے برابر ہو۔ کیونکہ حدیث منزلت مین مکان سے
عبارت مرتبہ کی تہی اور اگر مقصود سلیمان کا یہہ ہوتا کہ میری زندگی
مین کسیکو ایسا ملک عطا نہو تا قیامت تو ایسی عبارت ہونی
چاہیئے تہی لاینبغی لاحد فی حیاتی و بعد مماتی الی یوم
القیامۃ جیسا کہ حدیث مذکور مین خیال کیا گیا کہ لاینبغی فی حیاتی
و بعد مماتی الی یوم القیامۃ ہونا تہا پس خیال مذکور معنی اصلی
و مقصود قلبی جناب سلیمان کا مفقود ہو گیا اور انحصار ظرف زمان
و مکان مین تہا وہ بہی فاسد ہو گیا اب بجز معنی سومی کے چارہ ہی نہین
کہ جس سے معنی آیہ مذکورہ درست ہو جائے۔ اور نیز موافق مفہوم مخالف
مذکور سے اکثر معانی آیات قرآن مجید کی اور احکام شریعت غرا کے
معاذ اللہ لغو ہو جاوینگے چنانچہ قرآن مجید مین خداوند عالم فرماتا ہے وار
کعوا مع الراکعین یعنے رکوع کرو تم رکوع کرنے والونکے ساتہہ بنا بر
مفہوم مخالف کے لازم آتا ہے کہ اگر ہم تنہا نماز پڑہین تو رکوع نہ کرین
اور نیز ارشاد ہوتا ہے یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ
فاغسلوا وجوھکم و ایدیکم الی المرافق الخ اس آیہ کریمہ سے نماز
کیواسطے وضو کا واجب ہونا ظاہر ہوتا ہے پس بنا بر مفہوم مخالف
اگر نماز نہ پڑہین تو وضو واجب نہین حالانکہ طواف واجب کیلئے

اور مس کتابت قرآن مجید کیلئے بھی وضو واجب ہے ۔ تلک تترو ا

وتا مثلو ۲ ؛

مخفی نرہے کہ حدیث منزلت میں کئے امور غور طلب ہیں وہ یہہ کہ یہہ
حدیث آنحضرت نے کب ارشاد فرمائی اور کیوں ارشاد فرمائی اور جناب
امیر علیہ السلام کو نبوت سے کیوں مستثنی فرمایا اور فائدہ استثنا کا کیا ہے
اور لانبی بعدی جو لائے ہے وہ کونسا ہے اور بعدی کے قید سے کیا فائدہ
ہے ۔ جاننا چاہئے کہ جبکہ آنحضرت کو غزوہ تبوک درپیش ہوا تو جناب
امیر کو مدینہ میں اپنی اہلبیت کی حفاظت کیلئے آنحضرت نے چھوڑ دیا اسپر
ایک گمرہ نے کہا آنحضرت جناب امیر سے آزردہ ہونیکی وجہ سے
مدینہ میں حضرت علی کو چھوڑ گئے ہیں ؛ یہہ سماعت فرماکر جناب امیر
اپنے مقام سے نکلے اور راہ میں آنحضرت سے ملاقات کر کے کیفیت
عرض کی اسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں ہو اسپر
کہ تمکو مجھ سے وہ نسبت ہے کہ جو موسی کو ہارون سے تھی مگر یہہ کہ
میرے بعد پیغمبری نہیں ہے یہہ سنکر جناب امیر المومنین نے عرض کی
کہ میں راضی ہوں ؛ آنحضرت نے جناب امیر علیہ السلام کو پیغمبری سے
اس لئے مستثنی فرمایا کہ ہارون پیغمبر اور وصی جو جناب موسی کے
تھے اون کا انتقال سامنے موسی کے ہوگیا تھا اور آنحضرت نے جناب
امیر المومنین کے سامنے رحلت فرمائی اور جناب امیر المومنین بعد آنحضرت
۳۰ سال تک زندہ اور سلامت رہے اور نیز خاتمیت آنحضرت مانع
نبوت حضرت علی تھی لہذا جناب امیر کو جناب رسالتمآب نے پیغمبری

سے مستثنی فرمایا اور استثناء وہ ہے کہ کلام سابق سے جو وہم پیدا ہوتا ہے
اوس کے دفع کرنیکی غرض سے کیا جاتا ہے جیسا کہ جائنی القوم الا زیداً آئین
ہے یعنے آئی میرے پاس قوم مگر زید یعنے زید نہین آیا ازبسکہ زید
قوم مین داخل تہا مقصود متکلم کا یہہ ہے کہ زید جو نہین آیا ہے اوسکو
مجئی (آنا) سے خارج کرے لہذا زید کو مستثنی کیا اگر زید مستثنی نہوتا تو زید بھی
مجئی مین داخل ہوتا اور یہہ خلاف مقصود متکلم ہے حدیث منزلت مین بھی
ایسا ہی ہے کہ جناب ہارون جناب موسی کے خلیفہ بہی تہے اور نبی
بہی تھے اگر آنحضرت الا انہ لا نبی بعدی نفرماتے تو جناب امیر علیہ
السلام کی نبوت بہی متحقق ہوتی کیونکہ جناب امیر شرائط نبوت مثل علم
علم وفضل وعصمت وغیرہ مین موسی وہارون کے جو مستثنی منہ مین شریک
تہے اور آنحضرت پر خداوند عالم نے نبوت کو ختم فرمادی جیسا کہ آیہ ذ
ما کان محمد ابا احد الخ اور نیز احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ جیسا
کہ قبل ازین مذکور ہوچکا ہے اور نیز مذکور ہوگا لہذا آنحضرت نے نبوت
سے جناب امیر کو مستثنی فرمایا ۔ بلکہ حدیث مذکور سے جنس نبی کی
نفی ثابت ہوتی ہے یعنے عام ازین کہ پست مرتبہ کا یا برابر مرتبہ کا یا آنحضرت
سے بلند مرتبہ کا کسی قسم کا کوئی نبی بعد آنحضرت کے بوجہ خاتمیت قیامت
تک نہوگا اگر کسی قسم کا نبی ہوتا تو الا انہ لا نبی بعدی یہہ جملہ اور استثنا
لغو اور عبث ہوتا اور معصوم سے صدور عبث نہین ہوتا ۔ اور بعدی کی
قید کا فائدہ یہہ ہے کہ خلافت جناب امیر المومنین حیات آنحضرت اور
بعد ممات آنحضرت ہر دو زمانہ کو شامل ہے بعدی جو ظرف زمان ہے
اگر نہوتا تو مثل ہارون خلافت حضرت امیر المومنین بھی فقط زمان حیات

آنحضرت میں تھی وانفوا واحفظوا ولا تتغفلوا۔

(حدیث نمبر ۱۱)

کتاب کافی میں یہہ مضمون حدیث ہے معصوم نے فرمایا کہ قولوا فینا ما شئتم الا ان تقولوا ابن نبی ربنا لن تبلغوا کنہ فضلنا۔ یعنے کہو تم شان میں ہمارے جو کچھہ چاہو مگر یہہ کہ کہو تم رب ہمارا ہمکو پرورش کرتا ہے اور ہرگز نہ پہنچو گے تم کنہ فضل کو ہمارے اس حدیث سے یہہ خیال نکیا جائے کہ نبوت اور رسالت اور ربوبیت تو نہیں ہے۔ پس ایمہ کی نبوت ورسالت بھی واجب الاخراج ہوتی تو البتہ امام علیہ السلام سکو خارج فرماتے۔ پس خارج نکرنا نبوت ورسالت کو دلیل قطعی ہے واسطے اثبات نبوت ورسالت ایمہ علیہم السلام کے حدیث مذکور میں غور کرنا چاہیے کہ جو لفظ فینا واسطے جمع کئے ہیں اون میں جناب رسول خدا بھی ایا داخل ہیں یا نہیں ہیں تو آنحضرت کی مفضولیت اور جناب ایمۂ ہدی کی افضلیت لازم آتی ہے۔ یعنے جناب ایمۂ ہدی کے ایسے فضایل ومراتب ہیں کہ غیر از ربوبیت جو چاہیں کہہ سکتے ہیں اور آنحضرت کو نہیں کہہ سکتے پس اس سے کمی فضیلت ومراتب آنحضرت بمقابل جناب ایمہ ہدی علیہم السلام ظاہر ہوتی ہے۔ پس معاذ اللہ آنحضرت مفضول اور ایمہ ہدی افضل ہوے حالانکہ آنحضرت افضل ہیں اس لیے کہ آنحضرت متبوع اور ایمۂ ہدی تابع ہیں اور آنحضرت نبی مرسل اور پیغمبر اولوالعزم اور موسس شریعت ہیں۔ اور جناب ایمۂ ہدی اوصیائے

آنحضرت اور حافظ شریعت ہیں۔ اور نیز اس خیال سے ترجیح بلا مرجح
لازم آتی ہے پس بوجہ لزوم نقایص مذکورہ آنحضرت بھی فینا مین داخل ہیں
اس صورت میں نبوت ورسالت کیونکر واجب الاخراج ہو سکتی ہے
اور نیز نبوت ورسالت کو خارج نکرنا آنحضرت کے فینا مین داخل ہونے کی دلیل
ہے پس معنی حدیث کا یہ ہوا کہ غیر از ربوبیۃ جو چاہو ہمکو کہو عام ازین کہ
نبوت ہو یا رسالت وولایت وامامت من حیث المجموع رکھتی ہین جیسے
جناب رسالتمآب اور بعضے فرد ہین ہماری فقط ولایت وامامت رکھتی
ہیں جیسے ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پس جناب رسالتمآب کو نبی
وغیرہ وغیرہ کہو اور ہمکو امام وولی کہو تا آنکہ ذکر نبوت ورسالت حدیث
مین مقصود نہ ہو۔ کا یہ نہ ظاہر ہوتا ہے کہ محمد وآل محمد کو خداوند عالم
نے اپنے صفات کمالیہ کا مظہر گردانا ہے۔ پس ہم مین صفات کمالیہ الہیہ
کو مشاہدہ کرکے ہمکو خدا نہ کہو لیکن ہمارے واسطے رب کو قرار دیکر جو چاہو
ہماری شان مین کہو۔ اور نبوت ورسالت خدای تعالی کے صفات سے
نہیں جسکو معصوم خارج فرماتے فتدبروا ولا تغلوا۔

(حدیث نمبر ۱۲)

کتاب غایۃ المرام صفحہ ۴۷۸ باب صد وشصت وہشت مین مرقوم ہے
عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہین کہ حضرت امیر المومنین کو رکوع وسجود مین
مین نے دیکھا کہ بعد نماز کہتے ہین اللّٰھم بحرمۃ محمد عبدک
ورسولک اغفر للخاطئین من شیعتی یعنی

خداوند بحرمت محمد کہ بندہ اور رسول تیرا ہے میرے گنہگار شیعوں
کو بخشدے عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ پھر جناب رسول خدا کو دیکھا
میں نے رکوع اور سجود میں کہتے ہیں اللھم بحرمۃ عبدک و ولیک
علی اغفر للعاصیین من امتی یعنے خداوندا بحرمت علی جو تیرا عبد
اور ولی ہے میرے گنہگاران امت کو بخشدے ابن مسعود کہتے ہیں کہ
میں ترس و بیم سے بیہوش ہو گیا جناب رسول خدا نے سر بلند کر کے فرمایا
ابن مسعود آیا کفر بعد از ایمان - میں نے عرض کی کہ پناہ بخدا کہ میں کافر ہوں
لیکن جب علی کو دیکھا میں نے کہ آپکے حق کے واسطے سے خداوند عالم سے
سوال کرتے ہیں اور آپ کو دیکھا کہ حضرت علی کے حق کے واسطے سے اپنی
امت کیلئے طلب مغفرت فرماتے ہیں اس سے مجھے حیرت ہے کہ کون
ایک ہمارے سے افضل ہے پیغمبر خدا نے فرمایا ابن مسعود حق تعالی
نے مجھکو اور علی کو اور حسن و حسین کو اپنی نور عظمت سے دو ہزار سال
قبل پیدایش مخلوق پیدا فرمایا اوسوقت نہ تسبیح تھی نہ تقدیس بعد از ان
میرے نور کو شگافت فرمایا - اور اوس سے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا
اوس سے عرش اور کرسی کو پیدا کیا اور علی عرش و کرسی سے
جلیل تر ہے تا آخر اس حدیث نورانی سے کالنور علی شاہق
الطور روشن ہے کہ حضرت رسول اور حضرت علی اور جناب حسنین علیہم السلام
باعتبار حقیقت و خلقت و نورانیت باہمدیگر مساوی ہیں اس سے
یہہ خیال نہ کیا جائے کہ مساوات خلقیہ مستلزم اسکو ہے کہ جو حضرت محمد مراتب

اربعہ ولایت وامامت ونبوت ورسالت رکھتے ہین حضرت علی بھی
نبوت ورسالت رکھتے ہین کیونکہ مساوات خلقیہ متلزم اسکو نہین ہی
اس لئے ظاہر ہے کہ بنی آدم سب کے سب مساوات خلقیہ رکھتے ہیں
اور نیز باعتبار حقیقت مساوی ہیں۔ پھر کس لئے تفاوت وتفارق
بین مراتب ومناصب وغیرہ مین رکھتے ہیں علاوہ براین ایک لاکھ چوبیس
ہزار پیغمبر جنکی خلقت محض نور آنحضرت سے ہے جیساکہ حدیث نمبر ۲ مین
مذکور ہوا۔ پھر باہدیگر مراتب ومناصب ومدارج مین کیون فرق بین رکھتی
ہین کیون دیگر انبیا مثل جناب موسی وعیسی وغیرہ کے الوالعزم نہوے۔

فافھموا ولا تغفلوا

(حدیث نمبر ۱۳)

کتاب حق الیقین بیان اثبات رجعت صہ ۱۶۱ چاپ ایران میں نعمان نے
روایت کی ہے حضرت امام محمد باقر سے کہ جب قائم آل محمد علیہ الصلوۃ والسلام
باہر آئین گے خداوند عالم اون کی یاری کریگا۔ ساتھ ملایکہ کے۔ اول جو شخص
کہ اون سے بیعت کریگا وہ حضرت محمد ہوں گے بعد ازان حضرت علی
آنحضرت کی بیعت سے یہہ خیال نکرین کہ حضرت صاحب الامر بھی
نبوت ورسالت رکھتے ہین ورنہ بیعت اوس شخص ہوئے کہ جو
دارائے مراتب اربعہ مذکورہ نہو قبیح ہے اور مستلزم بیعت افضل
بمفضول ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ امام دوازدہم ولایت
وامامت کے سواے نبوت ورسالت رکھتے ہین اس امر کو بنظر تعمق

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت کا صاحب الامر سے بیعت فرمانا دو حال سے خالی
نہوگا یا معاذ اللہ۔ بلحاظ اپنی محکومیت و تابعیت کے بیعت فرمائینگے یا ظاہر
کرنے شرافت و کرامت جناب صاحب الامر کی جو امت پر مخفی ہے بیعت
فرمائینگے۔ ان ہر دو صورت سے صورت اولی عقلاً و شرعاً و عرفاً کسی طرح
جایز ہی نہیں ہے اسلیئے کہ کوئی پیغمبر اپنے وصی اور جانشین کا محکوم و تابع نہیں ہو سکتا
بلکہ وصی محکوم و تابع اپنے پیغمبر کا ہوتا ہے اور یہی طریقہ حضرت آدم سے تا حضرت
عیسی ہر پیغمبر اور اسکے وصی کے حق میں جاری رہا اور خداوند عالم اپنے طریقہ
کے خلاف نہیں فرماتا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے وَلَن تجد لسنة اللہ
تبدیلا پس جس وقت صورت اولی متعذر ہوی تو لامحالہ صورت ثانیہ
محقق ہوی۔ یعنے بیعت کرنا آنحضرت کا محض بنظر اظہار شرافت و کرامت
جناب صاحب الامر کے ہے جو عالم پر مخفی ہے بجز اسکے اور کسی جہت سے
بیعت آنحضرت کی نہیں اور اس بیعت سے لازم نہیں آتا کہ جناب
صاحب الامر دارا اسکے مراتب اربعہ مذکورہ ہو کر من جمیع الوجوہ آنحضرت
کے مساوی ہوں۔ بالفرض اگر جناب صاحب الامر علیہ السلام بدون
تفاوت آنحضرت سے مساوات رکھتے ہوں۔ تو اس صورت میں بیعت
کرنا آنحضرت کا حضرت امام دوازدہم سے کیا معنی۔ اور نیز ترجیح باحد
المتساویین لازم آتی ہے اور مرجح جناب صاحب الامر میں کیا چیز ہے
جسکے سبب سے آنحضرت اپنے پوتے اور اپنے وصی سے بیعت فرمائینگے
جب مرجح ثابت ہوگا تو پھر مساوات قطعاً باطل ہوگی اور اگر کوئی
امر مرجح ثابت نہوگا تو ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی۔ اور یہہ بداہۃ

باطل ہے پس ان صورتون کے باطل ہونے سے صاف معلوم ہو گیا کہ
کہ آنحضرت جمیع مخلوقات سے اور اپنے اوصیا سے یقیناً افضل ہین
اور جناب آئمہ ہدی کا مفضول ہونا اور تابع ہونا بآیات و احادیث سے
ثابت ہے چنانچہ سورۂ انفال رکوع ۱۰ مین خداوند عالم فرماتا ہے یاایھا
النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین
یعنے اے رسول کافی ہے تجکو خدا اور مومنین سے وہ شخص جو تیرا مطیع ہے
اور کتاب آیات جلی مین لکھا ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت
کی تفسیر مین اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ یہہ آیت جناب
امیر علیہ السلام کی شان مین نازل ہوی - اور یہہ روایت تفسیر عمدۃ البیان
مین بھی موجود ہے اور تفسیر جناب اہلبیت علیہم السلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا
کہ اس آیت مین مومنین سے مراد جناب امیر ہین اور یہہ صاف ظاہر ہے کہ
جو اطاعت رسول کی آپنے کی ہے کسی سے وقوع مین نہین آئی - اور نیز
سورۂ یوسف رکوع ۲ مین خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے قل ھذا سبیلی
ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنے کہدے اے رسول
کہ یہہ میرا راستہ ہے جسمین مین خدا کی طرف بلاتا ہون مین اور میری متابعت
کرنے والا بصیرت اور روشنی پر قایم ہین ان دونون آیتون سے جناب
امیر کا تابع رسول ہونا اور حضرت رسول کا متبوع ہونا ثابت ہے اور نیز جلد ۷
بحار باب نفی السہو صفحہ ۲۵۰ سطر ۱۷ مین مرقوم ہے باسناد عن ابن یزید
عن ہشام بن سالم عن الشمالی قال قال علی ابن الحسین

کان علی واللہ عبداً صالحاً اخو رسول اللہ ما نال الکرامۃ من اللہ الا بطاعۃ للہ و لرسولہ وما نال رسول اللہ الکرامۃ من اللہ الا بطاعۃ اللہ یعنی فرمایا جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ علیؑ واللہ عبد صالح اور برادر رسول اللہ ہیں نہیں پہنچے وہ جناب بزرگی کو مگر بہ سبب طاعت خدا و رسول کے اور نہیں پہنچے رسول اللہ بزرگی کو مگر بہ سبب طاعت خدا کے۔

اور آیت وما یعلم تاویلہ الخ کی تفسیر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم راسخون فی العلم ہیں اور حضرت رسول صلعم سب سے افضل تھے۔ اور یہ بات تفسیر صافی و آیات جلی سے منجلی ہے پس آیات و احادیث سے آنحضرت کا متبوع و افضل ہونا اور جناب ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کا تابع و مفضول ہونا ثابت ہوا۔ پس باوجود افضل ہونے آنحضرت کے جناب صاحب الامر سے بیعت کرنا بغیر اظہار فضیلت جناب صاحب الامر کے کوئی اور امر متصور نہیں ہو سکتا جیسا کہ آنحضرت نے بغرض اظہار جلالت جناب امیر۔ جناب امیر کو خانہ کعبہ سے بتوں کو گرانے کے وقت لیتے دوش مبارک پر اٹھایا اور اسی طرح جناب حسنین علیہما السلام کو اپنے کاندھوں پر اور کبھی اپنی پشت مبارک پر آنحضرت سوار کر لیتے تھے اور بغرض اظہار اہانت جناب سیدہ علیہا السلام کا استقبال فرماتے تھے اور دست مبارک کو بوسہ دیتے تھے وافہموا واحفظوا

ارباب بصیرت و بصارت اور صاحبان ایمان و ایقان پر مخفی نہیں کہ جناب ائمہ ہدی علیہم السلام سوائے نبی و رسول ہونے کے تمام جناب

جناب رسالت مآب اور خود جناب ایمہ ہدیٰ سے احادیث کثیرہ وارد ہیں
منجملہ ان کے اس کتاب مین چند حدیثین لکھی جاتی ہیں ۔ ۱ جلد سابع بحار
ص ۲۷۵ سطر ۱ مین سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا جناب امیرالمومنین
علیہ السلام صار محمد خاتم النبین وصرت انا خاتم الوصیین وصار محمد نبیا ورسولا
وصرت انا صاحب امر النبی یعنے محمد خاتم النبین ہوے اور مین خاتم الوصیین ہوا
اور محمد نبی مرسل ہوے اور مین صاحب امر النبی ہوا ۔

اس حدیث شریف مین جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا خاتم الوصیین ہونا جو مذکور
ہے اوس سے کسیکو یہہ خیال پیدا نہو کہ جب جناب امیر علیہ السلام خاتم الوصیین
ہیں تو امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے لیکر تا امام دوازدہم علیہم السلام یہہ گیارہ
وصی کیسے ہوے ۔ جاننا چاہئے کہ خاتم الوصیین کا یہہ معنی ہے کہ جیسے حضرت
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ خاتم الانبیا ہوکر نبوت انبیا کو ختم فرمادے
کہ قیامت تک بعد آنحضرت کے کوئی نبی نہو گا جیسا کہ ایت وما کان
محمد الخ اور نیز احادیث کثیرہ سے ثابت ہے ایسا ہی جناب امیرالمومنین
علیہ السلام خاتم و آخر اوصیا ہوکر وصایت اوصیاے انبیا کو ختم فرمادی
چنانچہ جلد نہم بحار ص ۱۳۰ سطر ۱۷ مین مرقوم ہے کہ نبی خاتم و آخر پیغمبر
پیغمبرانست و علی خاتم و آخر اوصیا ۔ یہہ معنی ہے خاتم الوصیین کا اور ظاہر
ہے کہ جب کوئی نبی نہو گا تو بالضرور کوئی وصی بھی نہو گا لہذا جناب امیر علیہ السلام
خاتم الوصیین ہوے اور گیارہ امام علیہم السلام یہہ سب اوصیاے حضرت
رسول ہیں نہ کسی دوسرے کے ۔

۲ جلد نہم بحار ص ۳۲ سطر ۱۳ ابن عباس از رسول خدا روایت نمودہ

کہ آنحضرت فرمودند مطلع گردید خداوند عالم براہل زمین اختیار نمود و برگزید مرا از برائے نبوت پس مرا پیغمبر خود گردانید ثانیاً مطلع شد براہل زمین برگزید از میان آنہا علی ابن ابی طالب را و اورا امام گردانید بعد از ان امر نمود علی را برادر و وصی و خلیفہ و وزیر خود گردانم یعنے ابن عباس سے حضرت رسول خدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مطلع ہوا خداوند عالم اہل زمین پر پس اختیار کیا اور برگزیدہ کیا مجھکو واسطے نبوت کے پس مجھکو اپنا پیغمبر کیا اس حدیث مین جو فقط ذکر نبوت ہے اس سے یہہ خیال نکیا جاوے کہ اور مراتب مثل ولایت و امامت و رسالت کے نہ تہی اس لئے جس زمانے مین آنحضرت نبی تھے اوس زمانے مین رسالت و ولایت و امامت بہی حضرت کو حاصل تہی مثل اور انبیا کے بتدریج مراتب حاصل نہیں ہوئے۔ ثانیاً مطلع ہوا اہل زمین پر پسند کیا درمیان سے اون کے علی ابن ابی طالب کو اور امام کیا بعد ازان حکم فرمایا کہ علی کو بھائی اور وصی اور خلیفہ اور وزیر اپنا کردان مین۔

ستہ۔ بحار مسئلہ سادسہ مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث طولانی مروی ہے تا اینکہ آنحضرت فرمودند شنفتم از پدرم حضرت محمد باقر علیہ السلام و او از پدرش حضرت علی ابن الحسین و الحدو از حضرت امیر المومنین علیہ السلام از حدیث طولانی که مضمونش روایت خداوند عالم فرمودند اوجب و افضل فرائض از برائے انسان معرفت و شناختن پروردگار مطلق معرفت آنست کہ خدا را یگانہ داند و بیہمتا بعد از معرفت خدا واجب است معرفت رسول خدا اقل معرفت بپیغمبر اقرار کردن

بر نبوت اوست بعد از معرفت رسول واجب است معرفت امام و اقل معرفت امام آنست که او را در جمیع صفات مثل پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ بداند بجز مقام و مرتبہ نبوت یعنے فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ سنا مین نے اپنے پدر بزرگوار سے اور وہ جناب اپنے پدر بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے اور وہ جناب حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے نفس رویت خداوند عالم مین فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ اوجب و افضل فرایض و اسطے انسان کے معرفت اور پہچاننا پروردگار کا ہے اور حق معرفت وہ ہے کہ خدا کو یگانہ جانین۔ اور بے ہمتا بعد از معرفت خدا واجب ہے معرفت رسول خدا اور اقل معرفت اقرار کرنا نبوت پر اونکی ہے بعد از معرفت رسول معرفت امام اور اقل معرفت امام وہ ہے کہ اونکو یعنے امام کو جمیع صفات مین مثل پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ جانین بجز مقام و مرتبہ نبوت کے۔

حدیث (۴) ایضاً نہم بحار صفحہ ۱۳۰ سطر ۱۴ مرقوم ہے کہ نبی خاتم و آخر ہمہ پیغمبران است و علی خاتم و آخر ہمہ اوصیا بلا فصل۔ اند رسول خدا مرویست کہ فرمود رسول خدا من خاتم پیغمبرانم تو یا علی خاتم اولیا ہستی یعنے حضرت رسول سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے کہ مین خاتم پیغمبران ہون اور تو یا علی خاتم الاولیا ہے۔

حدیث (۵) نہم باب بحار باب جوامع مناقب صفحہ ۱۵۰ سطر ۱۹ مین سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ خبر دہ مرا از بہتر منقبتے کہ از رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ از برائے

شناساند فرمودند که در غدیر خم مرا منصب نمود - بامر خداوند ولی گردانید
و در حق من فرمود یا علی در نزد من بمنزلهٔ هارون هستی در نزد موسی بجز مقام
نبوت - زیرا که بعد از من دیگر پیغمبر مبعوث نخواهد شد یعنے اگر غیر از من پیغمبر
مبعوث میگردانید تو بودی آن پیغمبر یعنے جز ویسے مجھکو بہتر منقبت سے
کہ رسول خدا [illegible] اسلیے تمہارے ہے فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے غدیر خم
مین مجھکو منصب دیا بحکم خدا ولی گردانا آنحضرت نے اور میرے حق مین فرمایا
کہ یا علی نزدیک میرے بمنزل ہارون ہے تو نزدیک موسی کے بجز مقام نبوت
کے سو اسطے کہ بعد میرے کوئی پیغمبر مبعوث نہوگا یعنے اگر سواے میرے کوئی
پیغمبر خداوند عالم مبعوث فرماتا تو وہ پیغمبر تو ہوتا -

حدیث (۶) نہم بحار ص ۱۰۶ س ۱ محمد بن حسین و جمع دیگر اصحاب از حضرت
ابی عبد الله روایت نموده اند که انجناب فرمودند که بخدا سوگند که شنیدم از
امیر المومنین که فرمودند بحق خدا قسم که عطا فرموده است خدای تبارک و تعالی
بمن نُه چیز که باحدی قبل از من عطا نه فرموده است سوای نبوت - جلد نہم
بحار مین مرقوم ہے کہ محمد بن حسین اور ایک جماعت اصحاب نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا اس جناب
نے بخدا سوگند کہ سنا مین نے کہ فرمایا امیر المومنین نے قسم بخدا عطا فرمائی ہین
خدای تبارک و تعالی نے مجھکو نو چیزین کہ قبل میرے کسیکو عطا نہین فرمائی
ہیں سوائے نبوت کے -

حدیث (۷) جلد سابع بحار باب محدثون و مضمون ص ۲۹۱ س ۳۵

حمران راوی سے وہ کہتا ہے انی اتیت ابا جعفر فقلت الیس حدثنی ان علیا کان محدثا قال بلی قلت من یحدثہ قال ملک یحدثہ قال قلت اقول انہ نبی او رسول قال لا بل مثلہ مثل صاحب سلیمان ومثل صاحب موسیٰ مثلہ مثل ذی القرنین یعنے حمران راوی ہے کہ مین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی مین نے کیا نہین فرمایا آپ نے کہ بہ تحقیق علی محدث ہیں حضرت نے فرمایا ہان۔ کہا مین نے کون بات کرتا ہے اون سے فرمایا ملک کہا مین نے کہون مین بہ تحقیق علی نبی ہیں یا رسول ہیں فرمایا امام باقر علیہ السلام نے لا یعنی حضرت علی نبی یا رسول نہین بلکہ مثال اون کی۔ مثل صاحب سلیمان اور مثل صاحب موسیٰ کے ہے۔ مثال اون کی مثل ذوالقرنین کے ہے

حدیث نمبر (۸) اس کتاب مذکور مین اور باب مذکور صفحہ ۹۲ مین نیز مرقوم ہے حمران بن عین نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپنے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت علی محدث ہیں۔ اور نیز دیگر ائمہ ہدیٰ۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہان راوی نے عرض کی انا اقول انہ نبی او رسول یعنے مین کہون بہ تحقیق کہ علی نبی ہیں یا رسول ہیں معصوم نے فرمایا لا بل مثلہ یعنے حضرت علی نبی یا رسول نہین ہیں بلکہ مثل نبی اور رسول ہیں اور مثل صاحب موسیٰ۔ اور ذوالقرنین کے ہیں صاحب موسیٰ اور ذوالقرنین سے یوشع یا خضر مراد ہیں جو نبی نہ تھے اور اسی کتاب اور اسی باب مین ہے کہ راوی نے جب کہا کہ حضرت علی نبی یا رسول ہیں تو حدیث مین یہی لکھا ہے کہ فحرک یدہ ثم قال لا یعنے معصوم نے اپنے دست مبارک کو

حرکت دیکر فرمایا ہے ای لا انتقل بل قل محدث

حدیث ۹

اور نیز کتاب سابع بحار صفحہ ۲۹۳ کے شروع مین ہے کہ یہی حمران بن اعین نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صاحب موسیٰ اور ذوالقرنین سے کیون تشبیہہ فرماتے ہین تو ارشاد ہوا کانا عالمین ولم یکونا نبیین یعنے وہ دونون عالم تھے۔ اور نبی نہ تھے اور یہی حدیث شرح اصول کافی باب پنجاہ و سیوم باب فی ان الائمہ صفحہ ۵۵۲ مین بہی قوم سے ہے

حدیث ۱۰

جلد سابع بحار باب ارواح التی فیہم صفحہ ۱۶۴ سطر ۶۸ عن حمران بن اعین قال قلت لابی عبد اللہ انبیاء انتم قال لا یعنے حمران بن اعین نے عرض کی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ انبیا ہین فرمایا نہین پہر راوی سے عرض کی اتک قلت انا انبیا یعنے بہ تحقیق کہ کہا آپ نے کہ ہم انبیا ہین امام علیہ السلام نے فرمایا لم اقل ذلک وکذب علی یعنے مین نے نہین کہا ایسا اور اوسنے جہوٹ کہا ہے اور یہ ہمارے مراد یہ ہے کہ جسنے ہماری طرف سے ایسا کہا ہے اوس سے ہمپر تہمت کی ہے۔

حدیث ۱۱

جلد سابع بحار باب ان الائمہ محدثون مفہمون والفرق بینہم
وبین الانبیاء صـ۲۹۵ سطر ۱۲ علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں -

الفرق بین الائمۃ وغیر اولی العزم من الانبیاء والاوصیاء
ان الائمۃ نواب الرسول لا یبلغون الا بالنیابۃ واما الانبیاء
وان کانوا تابعین لشریعۃ غیرھم لکنھم مبعوثون بالاصالۃ
وان کانت تلک النیابۃ اشرف من تلک الاصالۃ
وبالجملۃ لا بد لنا من الاذعان بعدم کونھم انبیاء وبانھم
اشرف وافضل من غیر نبینا من الانبیاء والاوصیاء
ولا نعرف جھۃ لعدم اتصافھم بالنبوۃ الا رعایۃ جلالۃ خاتم
الانبیاء - یعنے مجلسی علیہ الرحمہ سابع بحار میں فرماتے ہیں کہ فرق درمیان
جناب آئمہ ہدی و انبیاء اولوالعزم اور اوصیائے سابق کے تحقیق کہ
ائمہ ہدی نائب رسول ہیں احکام الہی نہیں پہنچاتے ہیں مگر نیابتہ اور لیکن
انبیا اگرچہ دوسرے نبیوں کی شریعت کے تابع ہیں لیکن بالاصالۃ
نبوت پر مبعوث ہوتے ہیں اور نیابت آئمہ ہدی اشرف ہے اوس اصالت
سے ضرور ہے واسطے ہمارے اعتقاد کہ ہیں ائمہ ہدی انبیا نہیں ہیں
باوجود اسکے بہ تحقیق کہ ائمہ ہدی تمام سوائے آنحضرت کے انبیا اور اوصیا
سے افضل و اشرف ہیں - اور نہیں پہچانتے ہیں ہم عدم اتصاف بالنبوت
کا اونکے مگر رعایت کے جلالت خاتم الانبیاء کے -

حدیث ۱۲

جلد سابع بحار باب نفی الغلو فی النبی والائمہ صفحہ ۲۴۶ سطر ۲۲ بعد حدیث بعد الالف جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں فمن ادعی للانبیاء ربوبیۃ وادعی للائمۃ ربوبیۃ او نبوۃ اولغیر الائمۃ امامۃ فنحن براء منہ فی الدنیا والآخرۃ یعنے جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص ادعا کرے واسطے انبیا کے ربوبیت کا اور ادعا کرے واسطے ائمہ کے ربوبیۃ کا یا نبوت کا بس ہم بیزار ہیں اوس شخص سے دنیا اور آخرت میں۔

حدیث نمبر ۱۳

اسی کتاب اور اسی باب کے صفحہ ۲۵۱ سطر ۸ مرقوم ہے عن معلی بن خنیس قال قال ابو عبد اللہ یا عبد اللہ ابرء ممن قال انا الانبیاء یعنے فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے یا عبد اللہ بیزاری چاہتا ہوں میں اوس شخص سے کہ جس نے کہا ہم انبیاء ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴

اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۲ سطر ۱۳ میں مرقوم ہے محمد بن مسعود عن عبد اللہ بن محمد بن خالد عن الوشا عن بعض اصحابنا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال من قال انا انبیاء فعلیہ لعنت اللہ ومن شک فی ذالک فعلیہ لعنت اللہ یعنے فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے بہ تحقیق کہ جو ہمکو انبیا کہے پس اوس پر لعنت خدا ہے

اور جو شخص کہ ہمارے انبیا ہونیکا شک کرے پس اوس پر لعنت خدا۔

حدیث نمبر ۱۵

اسی کتاب اور اسی باب وصفحہ اکے سن ۳ مین مرقوم ہے عن ابی بصیر قال قال ابو عبد اللہ یا ابا محمد ابرء ممن یزعم انا ارباب برئ اللہ منہ فقال ابرء ممن یزعم انا انبیاء قلت برئ اللہ منہ یعنے فرمایا امام جعفر صادق ؑ نے بیزاری رکھتا ہون مین اوس شخص سے کہ جو گمان کرتا ہے کہ ہم رب ہین بیزار ہے اوس سے اللہ پر فرمایا اوس جناب نے کہ بیزاری رکھتا ہون مین اوس شخص سے کہ جو گمان کرتا ہے کہ ہم انبیا ہیں راوی نے کہا کہ اللہ بری ہے اوس شخص سے

حدیث نمبر ۱۶

نیز اسی کتاب یعنے جلد سابع بحار ا باب نفی الغلو فی النبی والائمہ ۲۵۱ سنہ ۵ مین مرقوم ہے محمد بن الحسن وعثمان معًا عن محمد بن زیاد عن محمد بن الحسن عن الجمال عن ابی مالک الحضرمی عن ابی العباس البقباق قال تذاکر ابن ابی یعفور ومعلے بن خنیس فقال ابن ابی یعفور الاوصیاء علماء ابرار اتقیاء وقال ابن خنیس الاوصیاء انبیاء قال فدخلا علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فلما استقر بہما مجلسہما قال فبداہما ابو عبد اللہ فقال یا عبد اللہ ابرء ممن قال انا الانبیاء

یعنے کہا ابو العباس نے ابن ابی یعفور اور معلی ابن خنیس الخ درمیان میں تذکرہ ہوا۔ ابن ابی یعفور نے کہا اوصیا علما ہیں ابرار ہیں

اتقیا ہیں اور ابن خنیس نے کہا کہ اوصیا انبیا ہیں حاصل یہہ ہے کہ یہہ دونو حاضر خدمت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہوے فرمایا امام علیہ السلام نے یا عبد اللہ مین بیزار ہون اوس سے کہ جسنے ہمکو کہا انبیا ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷

شرح اصول کافی مطبوعہ نولکشور باب پنجاہ و سوم اصل باب فی ان الائمۃ علیہم السلام صـ۲۵۳ سـ۱۲ مین مرقوم ہے قال ابو عبد اللہ علیہ السلام انما الوقوف علینا فی الحلال والحرام فاما النبوۃ فلا حاصل اسکا یہہ ہے کہ واجب ہے خلایق سے یاد کرلے جسکو وہ کر سکتے ہیں اور جسکو نہین کر سکتے ہین پس لیکن نبوت نہین ہے یعنے ہمکو وحی نہین پہونچتی ہے جو ہم اسنے نقل کرین۔

حدیث نمبر ۱۸

شرح اصول کافی باب مذکور وصفحہ مذکور سـ۷ مین مرقوم ہے سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان اللہ عزوجل ذکرہ ختم نبیکم النبین فلا نبی بعدہ ابدا و ختم بکتابکم الکتب فلا کتاب بعدہ ابدا الخ یعنے حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں تحقیق کہ اللہ جل ذکرہ نے ختم فرمایا تمہارے نبی پر انبیا کو پس کوئی نبی بعد اونکے نہین ہے ابدًا اور ختم فرمایا تمہاری کتاب (قرآن) پر کتب کو پس کوئی کتاب بعد اوسکے نہین ہے ابدًا۔ اس حدیث سے

صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید خاتم الکتب ہی اور آنحضرت خاتم الانبیا
ہیں قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور نکوئی کتاب نازل ہوگی۔
ختم نبیکم النبین کا معنی ختم کیا تمام کیا ہے اسی طرح ختم کیا بکم الکتب کا
معنی ہے۔ اسی لفظ ختم سے خاتم الانبیا ہونا آنحضرت کا واضح ہے
معنی انگشتری مہر وغیرہ نہیں کیونکہ فلا نبی بعدہ مثل آیت قرآن نص الہیا
کے اوس کو بتلا رہا ہے کہ آنحضرت پر نبوت ختم ہوگی۔ پس جس آیت اور
حدیث میں خاتم النبین کا لفظ ہے معنی اوس کا ختم کنندہ نبوت ہے
نہ معنی مہر ہے نہ معنی انگشتر ہے نہ کامل جیسا خاتم الذاکرین وغیرہ میں
خیال کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۹

کتاب شرح اصول کافی ص۳۵۵ سنہ ۲ میں مرقوم ہے عن سدیر
قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ان قوما یزعمون انکم الہۃ
یتلون علینا بذلک قرانا وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض
الہ فقال یا سدیر سمعی وبصری وبشری ولحمی ودمی وشعری
من ھولاء بری واللہ منھم ما ھولاء علی دینی ولا علی
دین آبائی واللہ لا یجمعنی اللہ وایاھم یوم القیامۃ الا وھو ساخط
علیھم یعنے سدیر جناب امام جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ تحقیق کہ ایک
قوم گمان کرتی ہے کہ آپ خدا ہیں اور اوپر قرآن کی یہ آیت
تلاوت کرتے ہیں وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ
... فرمایا اے سدیر میری سمع و بصر اور پوست مرا

اور خون میرا اور گوشت میرا بال میرے اوس قوم سے بیزار ہین اللہ بیزار ہے ان لوگون سے نہین ہین یہہ لوگ میرے دین پر اور نہ میرے آبا کے دین پر قسم ہے اللہ کی نہین جمع کرے گا اللہ مجھکو ان لوگون کے ساتھہ روز قیامت مگر یہہ کہ وہ غضبناک ہوگا اون لوگون پر۔ اسکے بعد ہی پہر سدیر نے

حدیث نمبر ۲۰

عرض کیا وعندنا قوم یزعمون انکم رسل یقرؤن علینا بذلک یا ایھا الرسل کلوا من طیبات واعملوا صالحا انی بما تعملون اعلم فقال یا سدیر سمعی وبصری وشعری وبشری ولحمی ودمی من ھولاء برئ واللہ ورسولہ ماھولاء علی دینی ولا علی دین ابائی واللہ لا یجمعنی اللہ وایاھم یوم القیامۃ الا وھو ساخط علیھم۔ سدیر نے کہا عرض کی مین نے نزدیک ہمارے ایک جماعت ہے کہ دعوی کرتی ہے کہ آپ رسول ہیں اور سورۂ مومنون کی قرآن سے اس مضمون کی آیت پڑہتے ہیں۔ یا ایھا الرسل کلوا الخ پس فرمایا امام نے اے سدیر گوش وچشم وپوست وخون وموی میرے اس قوم سے بری ہیں اور برات کی اللہ نے اور اوسکے رسول نے اس قوم سے اور یہہ قوم نہین ہے دین پر میرے اور نہ دین پر میرے آبا کے پس ہے بخدا قسم کہ جمع نہین کریگا مجھکو اللہ ساتھہ انکے روز قیامت مگر اس حال پر کہ وہ غضبناک ہوگا اوپر

حدیث نمبر ۲۱

کتاب شرح اصول کافی باب مذکور کے صفحہ ۲۵۶ سطر ۲۵ مین مرقوم ہے
سمعت ابا عبداللہ علیہ السلام یقول الائمۃ علیہم بمنزلۃ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ الا انہم لیسوا بانبیاء ولا یحل من النساء ما یحل
للنبی فاما خلا ذلک فہم بمنزلۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ یعنے راوی کہتا ہے سنا مین نے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے
اوصیاے رسول علیہم السلام مرتبہ رسول علیہ السلام مین ہین جمیع خصایص
رسول مین۔ مگر یہہ کہ اوصیا نہین ہین پیغمبر اور حلال نہین ہے او نکو عورتون
سے وہ جو کہیہ کہ حلال ہے واسطے پیغمبر کے اور اوسی کتاب کے باب
چہل وتہم باب ان اللہ عزوجل لم یعلم نبیہ علماً الا امرہ
ان یعلمہ امیر المومنین یعنے نہین تعلیم دیا اللہ عزوجل نے
اپنے نبی کو کوئی علم مگر یہہ کہ حکم فرمایا او نکو کہ تعلیم دین جناب امیر المومنین کو۔

حدیث ۲۲

کتاب شرح اصول کافی صفحہ ۲۴۰ سطر ۲۴ حدیث اول عن حمران
بن اعین عن عبداللہ علیہ السلام قال ان جبریل
علیہ السلام اتی رسول اللہ برمانتین فاکل احدہما
وکسر الاخری بنصفین فاکل نصفا واطعم علیا علیہ السلام
نصفا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ یا اخی
ھل تدری ما ھاتان الرمانتان قال لا قال اما الاولی
فالنبوۃ لیس لک فیہا نصیب واما الاخری

فالعلم و انت شریکی فیہ الخ یعنے حمران بن اعین نے جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا اوس جناب نے کہ
بدرستیکہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو انار
بہشت سے دئے پس اون دو انار سے ایک تا آنحضرت نے نوش فرمایا اور اوس دوسرے
کے دو نصف کرکے نصف آنحضرت نے نوش فرمایا اور نصف علی کو کھلایا
بعد ازان فرمایا رسول اللہ نے انار اول نشان نبوت ہے نہین ہے تمہارے
لئے اوس مین کوئی حصہ اور انار دیگر پس نشان علم ہے کہ تم شریک اوس مین
میرے ہو حدیث ۳ ۲ شرح اصول کافی فارسی مطبوعہ نولکشور باب سوم
اصل کافی الفرق بین الرسول والنبی والمحدث ۲۹ ۱۳ اور ۱۸ ۲۰ مین جواب سائل کے
جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرق بین رسول و نبی و منزلت امام کو ارشاد فرماتے ہیں
قال النبی الذی یری فی منامہ و یسمع الصوت ولا یعاین الملک
یعنے نبی وہ ہے کہ جو خواب مین دیکھتا ہے ملک کو اور آواز اوس کی سنتا ہے
اور بیداری مین فرشتہ کو نہین دیکھتا ہے والرسول الذی یسمع الصوت
و یری فی المنام و یعاین الملک اور رسول وہ ہے جو خواب و
بیداری مین دیکھتا ہے فرشتہ کو اور آواز اوس کی سنتا ہے۔ قلت
الامام ما منزلتہ قال یسمع الصوت ولا یری ولا یعاین
الملک راوی نے کہا کہ منزلت امام کی کیا ہے کہ جو نہ نبی ہو اور نہ رسول
ہو۔ فرمایا کہ امام نہ خواب مین فرشتہ کو دیکھتا ہے اور نہ بیداری مین مراد
یہ ہے کہ بصورت فرشتہ نہین دیکھتا ہے سوائے آواز فرشتہ کی سنتا ہے
بیداری مین اسی۔ حدیث ۴ ۲ کتاب اور اسی باب

اور ص ۱۳۱ سطر ۹ مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ کتب الحسن بن العباس المعروفی الی الرضا علیہ السلام جعلت فداک اخبرنی ما الفرق بین الرسول والنبی والامام قال الفرق بین الرسول والنبی والامام ان الرسول الذی نزل علیہ جبرئیل فیراہ ویسمع کلامہ وینزل علیہ الوحی وربما رائی فی منامہ نحو رویا ابراہیم یعنے کہا حسن بن عباس معروفی نے امام رضا علیہ السلام کو کہ قربان ہون مین آپ پر خبر دیجئے مجکو کیا ہے فرق درمیان رسول اور نبی و امام کے راوی نے کہا کہ پس لکھا امام نے کہ فرق درمیان نبی و رسول و نبی و امام کے یہ ہے کہ رسول وہ شخص ہے کہ نازل ہوتے ہین اون پر جبرئیل پس دیکھتے ہین وہ جبرئیل کو اون کی صورت پر اور سنتے ہے رسول سخن کو اوس کے یعنے جبرئیل کے اور نازل کرتا ہے جبرئیل کو اوس پر یعنے رسول پر وحی کو اور بسا اوقات دیکھتا ہے جبرئیل کو رسول اپنے خواب مین مانند خواب دیکھنے ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ رسالت مین اپنے - والنبی ربما سمع الکلام وربما رائی الشخص ولم یسمع یعنے نبی بسا اوقات سنتا ہے سخن کو فرشتہ کے کہ ہاتف سے سخن کیا اور بسا دیکھا نبی نے سیاہی کو فرشتہ کی اور نہین سنا آواز کو اوس کی مراد یہ ہے کہ جو فرشتہ اوس نبی پر بھیجا گیا ہے بصورت فرشتہ بیداری مین نبی نہین دیکھتا ہے پس بسا خواب مین اوس کو وحی پہونچتی ہے یا بیداری مین سیاہ شخص کو دیکھتا ہے اور آواز اوس کی سنتا ہے اور امام الذی یسمع الکلام ولا یری الشخص اور امام وہ ہے کہ جو سنتا ہے بیداری مین سخن فرشتہ کو شب قدر مین مثلاً بھیجا گیا - لعدم فرشتہ واسطے یاددلانے کے نہ واسطے تعلیم کے اور امام نہین دیکھتا ہے

سیاہی کو اوس فرشتہ کی اور مانند اوس فرشتہ کے آگاہ کرنے یعنی اس شخص سیاہی
آدمی کی اور مانند اوس شخص کے جو دیکھی جاتی ہے لیکن یہ صورت اوس کی
معلوم نہین ہوتی ہے

حدیث ۲۵

جلد خامس بحار صفحہ ۱ سے آخر مین مرقوم ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام
بعد ذکر پیغمبر اولو العزم فرماتے ہین لا نبی بعد شریعۃ محمد الی یوم القیامۃ
و لا نبی بعدہ الی یوم القیامۃ فمن ادعی بعدہ النبوۃ او علی بعد القرآن
الکتاب فدمہ مباح لکل من سمع ذلک منہ یعنی شریعۃ
محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم قیامت تک منسوخ نہو گی اور نکوئی نبی بعد آنحضرت
کے قیامت تک ہوگا پس جو شخص کہ بعد آنحضرت دعوی نبوت کا کرے
یا بعد قران کے کتاب کا دعوی کرے تا آخر حدیث۔

حدیث ۲۶

جلد سابع بحار باب ان الارواح اعنی انہم و انہم یؤیدون بروح القدس
صفحہ ۱۹۵ عن ابی جعفر الثانی علیہ السلام قال قال ابو جعفر ان الاوصیا
محدثون یحدثہم روح القدس و لا یرونہ یعنی فرمایا جناب امام محمد تقی
نے فرمایا جناب امام محمد باقر علیہما السلام نے کہ بیشک اوصیا آنحضرت
مین روح القدس اون سے کلام کرتا ہے اور اوصیا روح القدس کو
نہین دیکھتے ہیں

حدیث ۲۷

جلد تاسع بحار صفحہ ۴۵ سطر ۱ مین یہ عبارت لکھی ہوی ہے بعد
فرمودن انتقال نور با صلاب طاہرہ فرمودہ حضرت رسول از جابر

ازعبد اللہ پیدا شد خدا ختم فرمود بمن نبوت را و از ابو طالب علی متولد شد ختم شد باو وصایت -

حدیث ۲۸

جلد نہم بحار سے باب ان فیہ خصال الانبیاء جمیع خصال و صفات انبیاء علیہم السلام در آنحضرت است و تمام کمالات — و در فضائل انبیاء محمد بن عبد اللہ صلوٰۃ اللہ و سلامہ سوائے مرتبہ نبوت کہ ... داشتند یعنے فرمایا حضرت رسول نے جابر سے کہ عبد اللہ سے پیدا ہوا اور خدا نے ختم فرمایا مجھ پر نبوت کو اور ابو طالب سے علی پیدا ہوئے اور ختم ہوئی وصایت اون کے بعد ساتھ علی کے — وفات نہم بحار مین مجلسی علیہ الرحمہ باب مذکور و صفحہ ۵۰۸ مین جو فرمایا ہے ترجمہ اوس کا یہ ہے کہ تمام ... صفات جمیع انبیاء علیہم السلام حضرت امیر علیہ السلام مین ... و ... باب امیر ... فضائل کمال ساتھ سید الانبیاء حضرت محمد بن عبد اللہ صلوٰۃ اللہ و سلامہ ... سوائے مرتبہ نبوت کے — اس لئے کہ ذات مخصوص ... ہے

حدیث ۲۹

جلد سابع بحار باب ان الابدال ہم الائمہ علیہم السلام — ۳۶۸ سطر ۱۳ روی عن الہدایت الحسینیہ الفاظ یہ ہے قال قلت لابی الحسین السعادات ان الناس یزعمون ان فی الارض ابدالا فمن ہولاء الابدال قال صدقوا الابدال الاوصیاء جعلہم اللہ عزوجل فی الارض بدل الانبیاء اذ رفع الانبیاء و ختمہم بمحمد صلی اللہ علیہ و آلہ یعنے خالد

ابوہاشیم فارسی ... ہے کہ کہا اوس نے جناب امام رضا علیہ السلام سے بدرستیکہ لوگ گمان کرتے ہیں بہ تحقیق کہ زمین پر ابدال ہیں۔ پس وہ کون لوگ ہیں ابدال حضرت نے فرمایا کہ راست کہا انھون نے ابدال اوصیا ہیں اللہ عزوجل نے گردانا ہے اوصیا کو زمین پر بدل انبیا اس لئے کہ انبیا کو اٹھا لیا اوسنے اور ختم کیا انبیا کو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ایمہ ہدی علیہم السلام انبیا نہیں ہیں بلکہ بدل انبیا ہیں۔ اگر ایمہ ہدی انبیا ہوتے تو بدل انبیا کیا معنی اور نیز از رفع الانبیاء وختمہم بہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے کالشمس فی نصف النہار روشن ہوگیا کہ خداوند عالم نے انبیا کو اٹھا لیا۔ اور نبوت کو تمام انبیا کی۔ عام ازینکہ وہ انبیا آنحضرت کی ذریت طاہرہ کی ہونیوالے ہوں یا غیر ذریت طاہرہ سے بوجہ ختمی مرتبت حضرت محمد قیامت تک کے لئے ختم۔ فرما کر اوصیا ے آنحضرت کو بدل انبیا قرار دیا افھموا واحفظوا۔

حدیث ۳۰

سل بع بحار باب نفی الغلو صفحہ ۲۴۶ سطر ۳ الطیالسی عن فضیل بن عثمان قال سمعت ابا عبد اللہ یقول اتقوا اللہ واعظموا اللہ وعظموا رسول اللہ ولا تفضلوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ احدا فان اللہ ... فضلہ. ولا تغلوا ولا تفرقوا ولا تقولوا ما لا نقول یعنے طیالسی نے فضیل بن عثمان سے روایت کی ہے کہ قال کہا اوسنے سنا مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ وہ جناب فرماتے تھے کہ ڈرو تم اللہ سے اور عظیم جانو اللہ کو اور عظیم جانو رسول اللہ کو اور نہ فضیلت دو رسول اللہ پر کسی کو۔ بہ تحقیق کہ فضیلت دی ہے اللہ نے اون کو اور نہ غلو کرو تم اور نہ تفرقہ ڈالو تم

اور نہ کہو تم اس چیز کو جسکو ہم نہیں کہتے ہیں ۔

حدیث ۳۱

جلد سابع بحار ص۱۷۱ سنہ ۱۳۰۳ باب جوامع تاویل ما نزل فیہم و نوادرھا قولہ عزوجل جعل الشمس ضیاءً و القمر نوراً ان المراد ھنا بالقمر نور محمد بان اللہ تعالیٰ شبّہ فی جمیع القران الرسول بالشمس ونسب الیہا الضیاء والوصی بالقمر ونسب الیہ النور فالضوء للرسالۃ والنور للامامۃ ان الضیاء یطلق علی الضوء النیر بالذات والنور علی نور المضئ بالغیر لذا نسب النور الی القمر لانہ یستفید النور من الشمس ولما کان نور الاوصیاء مقتبساً من نور الرسول وعلمہم من علمہ عبّر عن علمہم ولما ہم بالنور وعن علم الرسول بالضیاء یعنے علامہ مجلسی اپنی کتاب مذکور میں ایتہ مذکورہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ تحقیق کہ یہاں مراد ضوء سے نور محمد ہے بدرستیکہ اللہ تعالیٰ نے تمام قرآن میں حضرت رسول کو شمس سے مثال دی ہے اور نسبت دی ہے طرف شمس کے ضیا کو اور وصی کو مثال دی ہے ساتھ قمر کے اور منسوب فرمایا ہے نور کو طرف قمر کے پس ضوء واسطے رسالت کے ہے اور نور واسطے امامت کے بدرستیکہ ضیا اطلاق کی جاتی ہے ضوء نیر کی بالذات پر اور اطلاق نور کا اوپر نور مضئ بالغیر کے ہوتا ہے اسی واسطے نسبت دیا گیا نور قمر کیطرف اس لئے کہ نور مستفید ہوتا ہے شمس سے ۔ اور نور اوصیاء مقتبس ہے نور رسول سے اور علم اوصیا ۔ علم رسول سے تعبیر کیا گیا ہے علم اور کمال اوصیا کا ساتھ نور کے اور علم رسول ساتھ ضیا کے تعبیر کیا گیا ہے

حدیث نمبر ۳۲

جلد سابع بحار باب انہم محدثون مفہمون والفرق بینہم وبین الانبیاء ص ۲۶۴ سطر ۱۵ عبد الرحمن سلیم بن قیس الشامی انہ سمع علیًا علیہ السلام یقول انی واوصیائی من ولدی مہدیون کلنا محدثون یعنے عبد اللہ نے روایت کی ہے سلیم بن قیس شامی سے کہ کہا اوسنے تحقیق کہ سنا مین نے علی علیہ السلام کو کہتے تھے بدرستیکہ مین اور اوصیا میرے میری اولاد سے مہدی ہیں تمام محدث ہین الخ۔

حدیث ۳۳

اسی کتاب اور اسی باب وصفحہ سطر ۲۳ مین لکھا ہے کہ زرارہ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا اوس جناب نے کان رسول اللہ رسولاً ونبیاً یاتیہ جبرئیل قبلاً یعنے صریحًا بصورت خود ییکلمہ ویراہ ویاتیہ فی النوم فاما المحدث فہو الذی یسمع ولا یعاین ولا یوتی فی المنام یعنے انحضرت رسول تھے نبی تھے۔ جبریل بصورت خود حضرت کے خدمت مین آتے تھے حضرت سے باتین کرتے تھے اور انحضرت اون کو دیکھتے تھے اور خواب مین بھی جبریل آتے تھے پس لیکن محدث وہ ہے سنتا ہے اور نہین دیکھتا ہے جبرئیل کو اور وہ خواب مین بھی نہین آتے ہیں نیز اسی صفحہ کے سطر ۱۵ مین ہے کان علی محدثا یعنے حضرت علی محدث تھے۔ نیز اسی صفحہ کے سطر ۱۸ مین ہے کان علی محدثا یعنے حضرت علی محدث تھے اور نیز اسی صفحہ کے سطر ۱۹ مین وفاطمۃ کانت محدثۃ ولم تکن نبیۃ یعنے حضرت صدیقہ طاہرہ علیہا السلام

محدث تھے اور نبی نہ تھے - اور اسی صفحہ مذکورہ کی سطر آخر مین محمد
عباس اور اونسنے حضرت علی ابن الحسین سے روایت کی ہے
کہ فرمایا اوس جناب نے وکل امام منا اہل البیت
محدث یعنے ہر امام اہل بیت سے محدث تھے

علاوہ ان احادیث کے بہت سی حدیثین کتب معتبرہ عقاید وغیرہ
مین مرقوم ہیں کہ جناب ایمہ اطہار علیہم السلام نبی و رسول نہین ہیں بخوف
اطالت فقط تینتیس ۳۳ حدیثین لکھی گئین وہ بھی اس خیال سے کہ
چند آیات و احادیث تبرکاً و تیمناً فضایل ایمہ ہدی مین جو حقیر نے
کتاب ہذا مین لکھی ہیں اونکی معانی ظاہرہ سے کہیں کسی کو یہ شبہہ
اور خیال نہ پیدا ہو کہ جناب ایمۃ طاہرین انبیاء رسل ہیں اگرچہ بموجب
بیان معانی واقعیہ شبہات ذہنیہ اور وہ خیالات ناشئیہ رفع ہوچکے
ہیں مزید بران یہ تینتیس ۳۳ حدیثین بھی لکھدی گئین کہ تا اطفال مومنین
اور مبتدیون کے اذہان پریشان نہون اور بلا تاویل و تشکیک
اچھی طرح سمجھہ مین آجاوے کہ ہمارے ایمۃ طاہرین نبی و رسول نہیں ہیں
اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نبوت
و رسالت ختم ہوچکی ہے - قیامت تک کوئی پیغمبر نہ آنحضرت کی ذریت
طاہرہ سے ہوگا نہ غیر ذریت طاہرہ سے ---- اور یہی اعتقاد کل اہل
اسلام کا ہے اور یہی اعتقاد ہمکو رکھنا چاہیے - اور اسی اعتقاد پر
ہمارا خاتمہ بخیر ہو - آمین ثم آمین -

باب پنجم معاد میں

اس میں کئی فصلیں ہیں۔ فصل اول جاننا چاہئے کہ معاد لغت میں معنی بازگشت ہے اور یہاں مراد بازگشت روح سے ہے طرف بدن کے بعد مفارقت روح کے پس واجب ہے کہ اعتقاد رکھیں اس کا کہ خدا تعالیٰ تمام مردگان مکلفین کو بروز قیامت زندہ فرمائے گا۔ واسطے دینے جزائے عمل کے اون کو جو دار دنیا میں کئے ہیں اور عقل بھی وجوب معاد پر دلالت کرتی ہے۔

بنا بر وقوع کے وعدہ وعید یعنے ثواب و عقاب اور وہ موقوف ہے بازگشت روح پر طرف بدن کے اگر ایسا نہ ہوگا تو امر بطاعت و نہی از محرمات عبث ہوگی اور صدور عبث خداوند عالم سے محال ہے۔

اعادۂ ارواح کے متعلق دیگر کتب معتبرہ میں طولانی بحث مرقوم ہے اس مختصر میں اوس کی گنجایش نہیں۔ جاننا چاہئے کہ حساب و حشر عام واسطے کل حیوانات ناطق و صامت کے ہے اسپر آیت قرآنیہ ناطق ہے اور قول پیغمبر خدا بھی شاہد ہے کہ فرمایا

محدث تھے اور نبی نہ تھے - اور اسی صفحہ مذکورہ کی سطر آخر مین محمد
عباس اور اوسنے حضرت علی ابن الحسین سے روایت کی ہے
کہ فرمایا اوس جناب نے وکل امام منا اہل البیت
محدث یعنے ہر امام اہل بیت سے محدث ہے

علاوہ ان احادیث کے بہت سی حدیثین کتب معتبرہ عقاید وغیرہ
مین مرقوم ہیں کہ جناب ایمہ اطہار علیہم السلام نبی و رسول نہین ہیں بخوف
اطالت فقط تیتیس ۳۳ حدیثین لکھی گئین وہ بھی اس خیال سے کہ
چند آیات و احادیث تبرکاً وتیمناً فضایل ایمہ ہدی مین جو حقیر نے
کتاب ہذا مین لکھی ہیں اونکی معانی ظاہرہ سے کہیں کسی کو یہ شبہہ
اور خیال نہ پیدا ہو کہ جناب ایمہ طاہرین انبیاء و رسل ہیں اگرچہ بموجب
بیان معانی واقعیہ شبہات ذہنیہ اور وہ خیالات ناشئیہ رفع ہوچکے
ہیں مزید بران یہہ تیتیس ۳۳ حدیثین بھی لکھدی گئین کہ تا اطفال مومنین
اور مبتدیون کے اذہان پریشان نہون اور بلا تاویل و تشکیک
اچھی طرح سمجھہ مین آجاوے کہ ہمارے ایمہ طاہرین نبی و رسول نہیں ہیں
اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نبوت
و رسالت ختم ہوچکی ہے - قیامت تک کوئی پیغمبر نہ آنحضرت کی ذریت
طاہرہ سے ہوگا نہ غیر ذریت طاہرہ سے — اور یہی اعتقاد کل اہل
اسلام کا ہے اور یہی اعتقاد ہمکو رکھنا چاہیئے - اور اسی اعتقاد پر
ہمارا خاتمہ بخیر ہو - آمین ثم آمین -

باب پنجم معاد میں

اس میں کئی فصلیں ہیں۔ فصل اول جاننا چاہئے کہ معاد لغت میں معنی بازگشت ہے اور یہاں مراد بازگشت روح سے ہے طرف بدن کے بعد مفارقت روح کے پس واجب ہے کہ اعتقاد رکھیں اس کا کہ خدا تعالیٰ تمام مردگان مکلفین کو بروز قیامت زندہ فرمائے گا۔ واسطے دینے جزائے عمل کے اون کو جو دار دنیا میں کئے ہیں اور عقل بھی وجوب معاد پر دلالت کرتی ہے۔

بنا بر وقوع کے وعد و وعید یعنے ثواب و عقاب اور وہ موقوف ہے بازگشت روح پر طرف بدن کے اگر ایسا نہ ہوگا تو امر بطاعت و نہی از محرمات عبث ہوگی اور صدور عبث خداوند عالم سے محال ہے۔

اعادۂ ارواح کے متعلق دیگر کتب معتبرہ میں طولانی بحث مرقوم ہے اس مختصر میں اوس کی گنجائش نہیں۔ جاننا چاہئے کہ حساب و حشر عام واسطے کل حیوانات ناطق و صامت کے ہے اسپر آیت قرآنیہ ناطق ہے اور قول پیغمبر خدا بھی شاہد ہے کہ فرمایا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قصاص لیگا حیوان بے شاخ
حیوان شاخدار سے۔ بلکہ محشور ہوں گے بعض جمادات مانند اون
پتھروں کے جو عبادت کئے گئے بغیر از خدا اسی طرح محشور ہونگے
بعض اشجار وغیرہ اور قصاص کیا جائے گا اون سے اور دلیل قصاص
جمادات پر۔ قول خدا یتعالیٰ ہے اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ؕ یعنے
بدرستیکہ تم اور جو کچھہ پرستش کرتے ہیں اون کی بغیر از خدا کے
سنگ وہیماے جہنم ہو تم البتہ تم جہنم میں وارد ہونیوالے
ہو۔ فصل جملہ اون چیزوں سے کہ اعتقاد اونکا واجب ہے گویا ہونا
اعضا وجوارح کا ہے تا گواہی دیں اون اعمال پر کہ جو مکلفین نے
کئے ہیں جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ
وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ؕ یعنے وہ روز ہے کہ
گواہی دیں گے اوپر اون کے اون کی زبانیں اون کے ہاتھہ اون کے
پاؤں اون افعال پر کہ جو کرتے تہے۔ اخبار کثیرہ میں وارد ہے کہ بقعہائے
زمین گواہی دیں گے اوس عمل کی کہ جو اونپر مکلفین نے کیا ہے اور
محشور ہوں گے دن اور راتیں اور ساعات اور ماہ وسال پس
یہہ سب گواہی دیں گے مکلفین کے عمل پر جو ان میں کئے ہیں۔

فصل۔ اور واجب ہے اعتقاد رکھنا میزان اعمال کا۔ کیفیت میں اُسکی خلاف ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ میزان ذوکفتین ہے یعنے صاحب دو پلہ اور بعض روایت میں ہے کہ مُراد میزان اعمال سے ولایت ایمہ دین علیہم السّلام ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ میزان کنایہ ہے عدل حق تعالیٰ سے۔ فصل۔ جملہ اون چیزون سے جن پر اعتقاد رکھنا واجب ہے صراط ہے اور وہ پل ہے کھنچا ہوا جہنم پر۔ اول عقبہ اوس کا محشر سے متصل ہے اور صاعد ہے طرف جنت کے اور یہہ پل تیز تر ہے دم شمشیر سے اور باریک تر ہے بال سے لیکن وسیع ہوتا ہے واسطے مطیع کے مثل وسعت مابین السما و الارض۔ اور تنگ ہوتا ہے واسطے عاصی کے بہ نہایت تنگی اور گذرنا خلق کا اوسپر موافق اون کے اعمال کے ہے۔ بعضے مثل برق خاطف کے اوسپر گذریں گے اور بعضے مثل دوڑانے گھوڑے کے اور بعضے مثل پیادہ چلنے کے اور بعضے ہاتھہ اور پاؤں سے۔ فصل۔ واجب ہے اعتقاد رکھنا رجعت محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السّلام کا دنیا میں اور نیز واجب ہے اعتقاد حوض کوثر کا جسکے ساقی جناب امیر المومنین علیہ السّلام ہوں گے اور واجب ہے اعتقاد شفاعت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا واسطے اہل کبایر کے جو آنحضرت کی اُمت سے ہیں۔